بسم اللہ الرحمن الرحیم

الاعتقاد

اِداریہ

درسِ کربلا

غریب و سادہ ورنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسینؑ، ابتداء ہے اسماعیلؑ

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ بزرگ وبرتر کا جتنا شکرو ثنا کریں، کروڑوں احسانات میں سے ایک احسان کا سینکڑوں میں سے ایک ذرہ بھی ادا پورا نہیں کیا جاتا چہ جائیکہ اورادِ فتحیہ میں ہمیں بانی اسلام فی الکشمیرؒ نے اس بات کی تاکید کی تھی اور یاد دلوایا تھا کہ ''سُبحٰنَکَ مَا عَبَدْ نَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ سُبحٰنَکَ مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ سُبحٰنَکَ مَا ذَکَرْنَاکَ حَقَّ ذِکْرِکَ سُبحٰنَکَ مَا شَکَرْنٰکَ حَقَّ شُکْرِکَ''، مگر کشمیری اس بات کو بھول گئے۔

آج کا شمارہ ماہ اکتوبر ۲۰۱۷ء مطابق ماہ محرام الحرام ۱۴۳۹ھ سے تعلق رکھتا ہے اور پچھلا شمارہ ماہ ستمبر مطابق ماہ ذی الحجہ ۱۴۳۸ھ سے تھا جس کو آپ نے مطالعہ کیا ہوگا۔ آپ اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ اسلامی کلینڈر ماہ محرم احرام سے شروع ہوتا ہے اور سال کا اختتام ماہ ذی الحج کے آخر پر ہوتا ہے۔ یاد رہے! کہ شروع سال بھی قربانی اور سال کا اختتام بھی ایک طرح سے جانی قربانی اور دوسری صورت میں مالی قربانی سے پایہ تکمیل ہوا کرتا ہے۔ لہذا غور و فکر کرنا چاہئے۔ اس چندروزہ زندگی میں اس بات کی سنجیدہ نوٹس لینی چاہیئے کہ ہمارا خالق کائینات بنی آدم سے کس چیز کا خواہاں ہے۔ بقول علامہ اقبالؒ ؂

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کروبیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لَنْ یَنَالَ اللّٰہُ لُحُوْمُھَا وَ لَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَنَا لُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ (الحج: ۳۷)۔ اللہ عزوجلّ کو ہمارا گوشت نہ خون کی ضرورت ہے، البتہ وہ ہم سے تقویٰ کا طلبگار ہے۔ مولانا رومیؒ فرماتے ہیں:

ہرکہ ترسید از حق وتقویٰ گزید
ترسد از وے جن وانس و ہرکہ دید

ترجمہ: جو شخص حق تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور تقویٰ اختیار کرتا ہے، اس سے جن وانسان اور جو بھی اس کو دیکھتا ہے، ہیبت زدہ اور مرعوب ہوتا ہے۔

ہیبت حق است از خلق نیست
ہست ایں مرد صاحب دلق نیست

ترجمہ: یہ رعب حق تعالیٰ کے تعلق کا ہوتا ہے۔ اس گدڑی پوش فقیر کا نہیں ہوتا۔

اختصاراً اداریہ کی طوالت کے باعث عرض پرداز ہوں؛ ۱۰/محرم الحرام ۶۱ھ کو کربلا کا دلدوز واقعہ پیش آیا۔ جس میں حضرت سیّدنا امام حسین علیہ السلام نے اپنے اہل وعیال اور جانثاروں جن کی تعداد لگ بھگ ستر (۷۰) تھی۔ یزیدی لشکر کے ساتھ مردانہ وار لڑتے ہوئے شہادت پائی۔ اگر وہ چاہتے تو آپ کی اور سب ساتھیوں کی عزت افزائی ہوتی۔ مگر باطل کو ٹھکرا کر یزید کی بیعت سے انکار کیا اور دین اسلام کو اپنے خون سے آبیاری کی اور دنیاوی جاہ وحشمت کو اپنے پاؤں تلے ٹھکرایا!

سر داد نداد دست در دست یزید
حقّا کہ بِنائے لا الہ است حسینؑ

اس وقت بھی ہم کو ایک یزید سے نہیں بلکہ ہزاروں یزیدوں سے جنگ ہے۔ جن کو مسلمان قوم سے نفرت اور بغض و عداوت ہے۔ اس وقت طاغوتی حکمران اسلام کی بیخ کنی میں مصروف عمل ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے نرغے میں لاکر یہودیت، عیسائیت، نمرودیت اور فرعونیت میں تبدیل کرنے

لگے ہیں۔

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

ہزاروں معصوموں، بچوں، مرد و زن مسلمانوں کو تہہ تیغ کر کے ''میانمار (برما)'' میں خون کی ندیاں بہا کر دریا بُرد اور زمین بوس کرتے ہیں۔ عالم دنیا میں کوئی بنی آدم انسانی صورت میں اس دلدوز اور جانکاہ واقعہ پر خون کے آنسو نہیں بہاتا اور نہ افسوس کرتا ہے۔ یہ درندگی نہیں تو پھر کیا ہے؟ یا اگر عالم انسانیت کا حیوانی رُوپ نہیں تو اور کیا ہے؟ سوائے ایک مسلم ملک جس کا نام ترکستان (ترکی) ہے۔ جس نے اس واقعہ کی مذمت اور تشویش اظہار کیا۔ ''برین عقل و دانش بباید گریست''

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: میرے اہل بیتؑ کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کے کشتی کے مانند ہے، جو اس میں سوار ہوا اُس نے نجات پائی اور جس نے اس کے خلاف کیا وہ ہلاک ہوا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی روایت ہے فرمایا حضرت نبی کریم ﷺ نے اپنی اولاد کو تین اچھی خصلتوں کا ادب دے دو؛ اپنے نبی محترم ﷺ کی محبت، اہل بیتؑ کی محبت اور تلاوت کلام اللہ کی۔ جب اس بات پر عمل ہوگی تو اللہ کے فضل اور نبی ﷺ کے طفیل مسلمانوں کا دین سربلند رہے گا۔

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

(اقبالؒ)

☆کمترین: غلام حسن زرگر عفی عنہٗ☆

نعت شریف

نتیجۂ فکر: فاروق نواز

(خاکسارِ درگاہِ جامع کمالات حضرت ایشان صاحبؒ)

ہا واوِ صُبحکہِ تُل قَدم جَل گژھ مدینس
ای بووٕنَے تی ونتہٕ ژِ تَس شاہ مدینس
میونوی لأ گتھ گذٲرزٕبس میانٕ سلاما
اِستاذِ روزِتھ بوزنأوِزٕن میون پیاما
دست بستہِ اکھاہ آو لاران وُچھ تہِ تمِس حال
دِل خستہٕ گومُت کرتہٕ نظراہ لالہٕ وَندے لال
اول اٰخر نُور تہٕنْدے چھُ ہزِ نُورٕ نُور
ہا نُور برتوٕ کریو کیازِ ہتھوتھم دوٗر
اہٕم چأنٕی دُورِرٕن سُور کورَنم زولَنم پان
پکھ ژٹ بو پچھُوسَے نکھہٕ اِتم نیرے میہ ارمان
پیاران بہٕ چھُس واتہٕ گَر اَتھ شہر پاکس منٛز
سامانہِ کیہنہ چھُنہٕ بڈیو پانہِ کر موٗن سٕنٛز
وچھ یہٕ روضہٕ چوٕنی دأدی بَلنم شاد گژھم میہ
مَلہٕ خاکَ تمکوی دوٗن اِچھَن اِ گاش ایم میہ
عأب چھِم سبٛھاہ کوہ میہ ہیٖم کوہ میہ خریدار
تِم غأب کرتَم مٹہٕ رُٹَم ژٕے بہٕ امیدوار
آوارِ دِل ہیتھ آو نواز نالہٕ دیوأنی
تَس ہول چونوی گول لوٗلَن ہچو ژٕنہِ مأنی

☆☆☆☆

درسِ قرآن

آیتِ تطہیر کے مصادیق

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ O بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ط اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا O

[سُوْرَةُ الْاَحْزَاب 33:33]

اردو ترجمہ: اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو، اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی (ﷺ) کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔

(ترجمہ کنز الایمان؛ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلویؒ)

English Translation: And remain in your houses with calm and peace and do not display adornment like that of the days of ignorance and establish prayer and pay Zakat (the Alms-due) and keep obeying Allah and His Messenger (blessing and peace be upon him). Allah only intends to remove all the impurity of sins from you, O People of the House (of the Prophet ﷺ, [even a doubt or trace of shortcoming]) and make you absolutely pure and clean by blesing you with (perfect) purity and wholesomeness.☆

(Glorious Quran; Sheikh-ul-Islam Dr. Mohammad Tahir-ul-Qadri)

کاشُر ترجمہ: بیہِ آسِو پنہِ ٕنِن گرٕن منٛز قرار کران بیہِ مہٕ آسِو پٔنٕن زینت تتھٕ کنہٕ ظاہر کران اِتھکنہٕ گوڈنکس جاہلیت کس زمانس منٛز پٔنٕن زینت کرنہٕ اوس یوان بیہِ تھأوِیو نماز برپا بیہِ آسِو زکوٰۃ دِوان بیہِ کریو فرمانبردأری خداتعالیٰ سٕنٛز بیہِ تیمہِ سٕندِس رسول (ﷺ) سٕنٛز۔ بے شک اللہ تعالیٰ چھُ یژھان زِ سوتھاوِہ توہیہِ نِشہِ دُور (پرتھ قسمٕچ) آلودگی اے نبی (ﷺ) سٕندِ واہل بیتو! بیہِ تھاوِہ سُو توہیہِ پرتھ کُنہِ کثافتہِ نِشہِ پاک وصاف O

(کِفایت البیان؛ امیرِ شریعت حضرت علامہ سید محمد قاسم شاہ بخاریؒ)

تفسیر

بغیر شرعی ضرورت کے خواتین کو گھروں سے نکلنے کی ممانعت:

اس آیت میں ایک لفظ ہے وقرن، یہ جمع مونث، امر حاضر کا صیغہ ہے، اس میں دو احتمال ہیں یا تو یہ قرار سے بنا ہے، اس صورت میں اس کا معنی ہوگا: اے نبی (ﷺ) کی بیویو! اپنے گھروں میں برقرار رہو اور بغیر شرعی ضرورت کے گھر سے باہر نہ نکلو، اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ وقار سے بنا ہے اس صورت میں اس کا معنی ہے: اپنے گھروں میں سکونت پذیر رہو اور بغیر شرعی ضرورت کے گھروں سے باہر نہ نکلو، لیکن اس کا حکم تمام مسلمان عورتوں کو شامل ہے اور کسی مسلمان عورت کے لئے شرعی ضرورت کے بغیر گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عورت سراپا چھپانے کی چیز (واجب الستر) ہے، جب عورت گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو تکتا رہتا ہے۔ (سنن ترمذی رقم الحدیث: ۱۱۷۳، صحیح ابن خزیمہ رقم الحدیث: ۱۶۸۵، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۵۵۹۸، المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۱۰۱۱۵، الکامل لابن عدی ج ۳ ص ۱۲۵۹)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہر آنکھ زانیہ ہے اور جب عورت معطر ہو کر کسی مجلس سے گزرتی ہے تو وہ زانیہ ہوتی ہے۔ (سنن ترمذی رقم الحدیث: ۲۷۸۶، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۱۷۳، سنن النسائی رقم الحدیث: ۵۱۴۱، مسند احمد ج ۴ ص ۳۹۴، مسند البزار رقم الحدیث: ۱۵۵۱، صحیح ابن خزیمہ رقم الحدیث: ۱۶۸۱، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۴۴۲۴، المستدرک ج ۲ ص ۳۹۶، سنن کبریٰ ج ۳ ص ۲۴۶)......

تبرج اور جاہلیت اولیٰ کی تفسیر

نیز اس آیت میں فرمایا ہے: زمانہ جاہلیت کی طرح تبرج نہ کرو، تبرج کا معنی ہے زینت اور خوب صورتی کا اظہار کرنا اور عورت کا اپنے محاسن مردوں کو دکھانا، عورتوں کے مٹک مٹک کر چلنے کو بھی تبرج کہا جاتا ہے۔

جاہلیت اولیٰ کی کئی تفسیریں ہیں:

امام ابن جریر نے الحکم سے نقل کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان آٹھ سو سال تھے، ان کی عورتیں بدصورت اور مرد خوب صورت ہوتے تھے، ان کی عورتیں مردوں کو اپنی طرف مائل اور راغب کرنے کے لئے بناؤ سنگھار کرتی تھیں اور یہ قدیم جاہلیت ہے۔

عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام کے درمیان ایک ہزار سال کا عرصہ تھا، حضرت آدم علیہ السلام کی نسل سے ایک گروہ میدانوں میں رہتا تھا اور ایک گروہ پہاڑوں میں رہتا تھا، سال میں ایک بار ان کی عید ہوتی تھی اور ان کی باہم ملاقات ہوتی تھی، ایک مرتبہ عید کے موقع پر ایک گروہ نے دوسرے گروہ پر حملہ کر دیا اور ان میں فواحش کا ظہور ہوا اور یہ جاہلیت اولیٰ ہے۔

عامر سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے نبی سیدنا محمد ﷺ کے درمیانی عرصہ کو جاہلیت اولیٰ کہا جاتا ہے۔ (جامع البیان ج ۲۲ ص ۷۔۶، ملخصاً مرتباً دار الفکر بیروت، ۱۴۱۵ھ)

معرور بیان کرتے ہیں کہ میری حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ربذہ میں ملاقات ہوئی ان پر ایک حلّہ تھا اور ان کے غلام پر بھی ایک حلہ تھا، میں نے ان سے اس کا سبب پوچھا، انہوں نے کہا میں نے ایک شخص کو برا کہا اور اس کو اس کی ماں سے عار دلایا تو نبی ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر رضی اللہ عنہ! کیا تم نے اس کو اس کی ماں سے عار دلایا ہے؟ تم ایسے شخص ہو کہ تم زمانہ جاہلیت کی خصلت ہے، تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں، اللہ نے ان کو تمہارا ماتحت کر دیا ہے، سو جس کے ماتحت اس بھائی ہو وہ اس کو وہ طعام کھلائے جس کو وہ خود کھاتا ہے اور اس کو وہ لباس پہنائے جس کو وہ خود پہنتا ہو اور ان کو اس کام کا مکلّف نہ کرے جو ان پر دشوار ہو اور اگر تم ان کو مکلّف کرو تو ان کی مدد کرو۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۰، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۶۶۱، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۵۱۵۷، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۹۴۵، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۶۹۰)

علامہ بدر الدین عینی محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ نے لکھا ہے جاہلیت سے مراد اسلام سے پہلے زمانہ فترت ہے، اس کو جاہلیت اس لئے فرمایا ہے کہ اس زمانہ میں کفار کی بہ کثرت جہالات تھیں۔ (عمدۃ القاری ج ا ص ۳۲۳-۳۲۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں چار خصلتیں زمانہ جاہلیت کی ہیں، جن کو لوگ ہرگز ترک نہیں کریں گے، نوحہ کرنا، حسب اور نسب میں طعن کرنا، مرض کو از خود متعدی یقین کرنا کہ ایک اونٹ کو خارش ہوئی تو گمان کرنا اس سے دوسرے اونٹ کو خارش ہوگی، پہلے اونٹ میں خارش کس نے پیدا کی؟ اور ستاروں کے سبب سے بارش کو گمان کرنا اور یہ کہنا کہ فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی۔ (سنن ترمذی رقم الحدیث: ۱۰۰۱، مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۱)

علامہ ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن العربی المتوفی ۵۴۳ھ لکھتے ہیں:

یہ کام گناہ ہیں، اور میری امت کے لوگ ان کاموں کو حرام جاننے کے باوجود کرتے رہیں گے، نبی ﷺ نے یہ غیب کی خبریں دی ہیں، جن کا انبیاء علیہم السلام کے سوا اور کسی کو علم نہیں ہوتا اور آپ ﷺ کی دی ہوئی تمام خبروں کا حق ہونا ظاہر ہو گیا۔ (عارضۃ الاحوذی ج ۴ ص ۱۷۸)

آیتِ تطہیر کے مصادیق

اس کے بعد فرمایا: اے رسول ﷺ کے گھر والو! اللہ صرف یہ ارادہ فرماتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی نجاست دور رکھے اور تم کو خوب ستھرا اور پاکیزہ رکھے۔ (الاحزاب: ۳۳)

اس آیت میں اہل بیت کی تفسیر میں تین قول ہیں:

(۱) حضرت ابوسعید خدری، حضرت انس بن مالک، حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ اس سے مراد حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم ہیں۔

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عکرمہؒ نے کہا اس سے مراد نبی ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں۔

(۳) ضحاکؒ نے کہا اس سے مراد آپ ﷺ کے اہل اور آپ ﷺ کی ازواج ہیں۔

اور فرمایا تم سے ہر قسم کی نجاست دور فرما دے، یعنی

گناہوں اور برائیوں کی آلودگی سے حفاظت فرمائے گا، اور فرمایا تم کو خوب ستھرا اور پاکیزہ کردے، یعنی بری خواہشات، دنیا کے میل کچیل اور دنیا کی طرف رغبت سے تم کو دور رکھے گا اور تمہارے دلوں میں بخل اور طمع نہ آنے دے گا اور تم کو سخاوت اور ایثار کے ذریعہ پاک اور صاف رکھے گا۔ (النکت و العیون ج۴ص ۴۰۱-۴۰۰)

آیتِ تطہیر سے ازواج مطہرات مراد ہونا

اس سے پہلی آیت میں نبی ﷺ کی ازواج سے خطاب ہے: یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (الاحزاب: ۳۲) اور اس کے بعد والی آیت میں بھی ازواج مطہرات سے خطاب ہے: وَاذْكُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِكُنَّ (الاحزاب: ۳۴) اس کا تقاضا ہے کہ اس آیت میں نبی ﷺ کی ازواج سے خطاب ہو۔

نیز قرآن مجید کا اسلوب ہے کہ بیت سے مراد بیت سکنیٰ ہوتا ہے، جیسا کہ اس آیت میں ہے:

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ. (ھود: ۷۳)

فرشتوں نے (سارہؓ سے) کہا، کیا تم اللہ کے کاموں پر تعجب کرتی ہو؟ اے اہل بیت! تم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے مخلوق کی دو قسمیں کیں، پس اللہ عزوجل نے مجھے ان میں سے بہترین قسم میں رکھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: واصحٰب الیمین واصحٰب الشمال (دائیں ہاتھ والے اور بائیں ہاتھ والے) سو میں دائیں ہاتھ والوں میں سے ہوں اور دائیں ہاتھ والون میں سے سب سے بہتر ہوں، پھر دو قسموں کی تین قسمیں کیں، فرمایا: **فاصحٰب المیمنة، و السابقون السابقون**، سو میں سابقین میں سے ہوں اور سابقین میں سے بہتر ہوں، پھر اس تیسری قسم کے قبائل بنائے پس مجھے سب سے بہتر قبیلہ میں رکھا اور اس کا ذکر اس آیت میں ہے:

وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ. (الحجرات: ۱۳)

اور تم کو مختلف گروہوں اور قبائل میں رکھا تاکہ تمہاری پہچان ہو اور اللہ کے نزدیک تم میں سب سے مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔

پھر ان قبائل کو گھروں میں تقسیم کی اور مجھے سب سے بہتر گھر میں رکھا اس کا ذکر اس آیت میں ہے: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًاۚ (الاحزاب: ۳۳) پس میں اور میرے اہل بیت گناہوں سے پاک ہیں۔ (دلائل النبوۃ للبیھقی ج ۱ ص ۱۷۱، المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۲۶۷۴)

عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت (الاحزاب: ۳۳) بالخصوص نبی ﷺ کی ازواج کے متعلق نازل ہوئی ہے، عکرمہ نے کہا جو شخص چاہے میں اس سے اب اس پر مباہلہ کر سکتا ہوں کہ یہ آیت نبی ﷺ کی ازواج کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ (تاریخ دمشق الکبیر ج ۳۷ ص ۱۱۱)

آیت تطہیر سے اہل بیت کا مراد ہونا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنو اے لوگو! میں صرف ایک بشر ہوں، عنقریب میرے پاس اللہ کا سفیر آئے گا، اور میں اس کی دعوت کو قبول کروں گا، میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں ان میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے، سو تم اللہ کی کتاب کو پکڑ لو اور اس کا دامن تھام لو، پھر آپ ﷺ نے کتاب اللہ پر برانگیختہ کیا اور اس کی طرف راغب کیا، اور فرمایا دوسری بھاری چیز میرے اہل بیت ہیں، میں تم کو اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کی یاد دلاتا ہوں حصین نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اے زید (رضی اللہ عنہ)! آپ ﷺ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی ازواج مطہرات آپ ﷺ کی اہل بیت نہیں ہیں؟ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ﷺ کی ازواج مطہرات بھی اہل بیت سے ہیں لیکن (اس ارشاد) میں آپ ﷺ کے اہل بیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر آپ ﷺ کے بعد صدقہ کرنا حرام ہے، اس نے پوچھا وہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: وہ آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس رضی اللہ عنہم ہیں، اس نے پوچھا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۴۰۸، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۸۱۷۵)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے حج کے موقع پر دیکھا آپ اپنی اونٹنی القصواء پر سوار خطبہ دے رہے تھے اے لوگو! میں نے تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑی ہیں کہ اگر تم نے ان کو پکڑ لیا تو تم کبھی گمراہ نہیں ہوگے اللہ کی کتاب اور میری اولاد میرے اہل بیت۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۷۸۶، المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۲۶۸۰)

نبی ﷺ کے لے پالک حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ پر یہ آیت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نازل ہوئی:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡهِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَهِّرَکُمۡ تَطۡهِیۡرًا۝ (الاحزاب: ۳۳)

اے رسول ﷺ کے گھر والو! اللہ صرف یہ ارادہ فرماتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی نجاست دور رکھے اور تم کو خوب ستھرا اور پاکیزہ رکھے۔

نبی ﷺ نے حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور ان سب کو ایک چادر میں ڈھانپ لیا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی پشت کے پیچھے تھے پس آپ ﷺ نے ان کو بھی اس چادر میں ڈھانپ لیا پھر کہا اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، تو ان سے (ہر قسم کی) نجاست کو دور رکھنا اور ان کو خوب پاکیزہ رکھنا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے مقام پر ہو اور تم میری طرف منسوب ہو، نیک ہو، دوسری روایت میں ہے تم خیر پر ہو۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۷۸۷، ۳۲۰۵)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم نے ان کو تھام لیا تو تم میرے بعد کبھی گمراہ نہیں ہوگے! ان میں سے ایک دوسری زیادہ عظیم ہے، ایک کتاب اللہ ہے

یہ وہ رسی جو آسمان سے زمین تک تانی ہوئی ہے اور دوسری میری اولاد ہے میرے اہل بیت، وہ ہرگز ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوں گے حتیٰ کہ وہ دونوں میرے پاس حوض پر وارد ہوں گے، پس غور کرو کہ تم میرے بعد ان سے کس طرح پیش آتے ہو۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۷۸۸، مصنف ابن شیبہ ج ۱۰ ص ۵۰۶، مسند احمد ج ۳ ص ۱۴۔۱۷۔۲۶۔۵۹، مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث: ۱۰۲۱۔۱۰۲۷، الضعفاء للعقیلی ج ۲ ص ۲۵۰، المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۲۶۷۸، المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۳۵۶۶، المعجم الصغیر رقم الحدیث: ۳۶۳)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو (امام طبرانی کی دیگر روایات حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر ہے) کو ایک کپڑے میں داخل کیا (حدیث: ۲۶۶۷ میں سیاہ چادر کا ذکر ہے) پھر فرمایا: اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے بھی ان کے ساتھ داخل فرمالیں! آپ ﷺ نے فرمایا تم (بھی) میرے اہل سے ہو۔ دیگر روایات میں الاحزاب: ۳۳ کی تلاوت کا بھی ذکر ہے۔ (المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۲۶۷۳۔۲۶۷۲۔۲۶۷۱۔۲۶۷۰۔۲۶۶۹۔۲۶۶۸۔۲۶۶۷۔۲۶۶۶۔۲۶۶۵۔۲۶۶۴۔۲۶۶۳)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت **اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا** ○ (الاحزاب: ۳۳)، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ (مسند البزار رقم الحدیث: ۲۶۱۱، تاریخ دمشق الکبیر ج ۶۳ ص ۶۶، رقم الحدیث: ۲۶۱۱)

ابو الحمراء ہلال بن الحارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر روز حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے دروازے پر جا کر فرماتے الصلوٰۃ الصلوٰۃ (نماز کے لئے اٹھو) **اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا** ○ (الاحزاب: ۳۳) (تاریخ دمشق الکبیر ج ۴ ص ۱۹۸، رقم الحدیث: ۱۰۷۸)

مصنف کے نزدیک اہل بیت ؑ کا ازواج اور اولاد وغیرہ کو شامل ہونا

ہمارے نزدیک اہل بیت میں نبی ﷺ کی ازواج مطہرات، آپ ﷺ کی اولاد اور آپ ﷺ کے رشتہ دار سب داخل ہیں، اور بیت سے مراد عام ہے خواہ بیت سکنیٰ ہو یا بیت نسب، بیت سکنیٰ میں ازواج مطہرات داخل ہیں اور بیت نسب میں آپ ﷺ کی اولاد اور رشتہ دار داخل ہیں، ہم اس سلسلہ میں پہلے کتب لغت سے نقول پیش کریں گے پھر قرآن مجید کی آیات اور احادیث سے استشہاد کریں گے اور اس کے بعد علماء کی تصریحات پیش کریں گے فنقول و باللہ التوفیق۔

تصریحات لغت سے اہلِ بیت کا ازواج اور اولاد وغیرہ کو شامل ہونا

علامہ الحسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ لکھتے ہیں:

کسی شخص کے اہل وہ لوگ جو اس کے نسب، یا دین یا پیشہ یا گھر یا شہر میں شریک اور شامل ہوں، لغت میں کسی شخص کے اہل وہ لوگ جو اس کے گھر میں رہتے ہوں، پھر مجازاً جو لوگ اس کے نسب میں شریک ہوں ان کو بھی اس کے اہل کہا

جا تا ہے، اور نبی ﷺ کے خاندان کے لوگوں کو بھی مطلقاً اہل بیت کہا جاتا ہے، جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں ہے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۝ (الاحزاب:۳۳)

اے رسول ﷺ کے گھر والو! اللہ صرف یہ ارادہ فرماتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی نجاست دور رکھے۔

کسی شخص کی بیوی کو اس کے اہل سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اہل اسلام ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو سب اسلام کے ماننے والے ہوں۔ اور چونکہ اسلام نے مسلم اور کافر کے درمیان نسب کا رشتہ منقطع کر دیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام سے فرمایا:

یٰنُوْحُ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ ج اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ. (ھود:۴۶)

اے نوح (علیہ السلام) بے شک وہ (آپ کا بیٹا) آپ کے اہل سے نہیں ہے، اس کے عمل نیک نہیں ہیں۔

(المفردات ج ا ص ۳۷)

علامہ محمد بن مکرم ابن منظور الافریقی المصری المتوفی ۷۱۱ھ لکھتے ہیں:

نبی ﷺ کے اہل بیت آپ ﷺ کی ازواج، آپ ﷺ کی بیٹیاں اور آپ ﷺ کے داماد یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ (لسان العرب ج ۱۱ ص ۲۹)

علامہ محمد طاہر پٹنی المتوفی ۹۸۲ھ لکھتے ہیں:

آپ ﷺ کی ازواج آپ ﷺ کے اہل بیت سے ہیں جو کو تعظیماً ثقل کہا گیا ہے لیکن یہ وہ اہل بیت نہیں ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ (مجمع بحار الانوار ج ا ص ۱۳۴)

سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ لکھتے ہیں:

کسی شخص کی بیوی کو اس کی اہل کہا جاتا ہے، اور اہل میں اولاد بھی داخل ہے، اور نبی ﷺ کے اہل آپ ﷺ کی ازواج، آپ ﷺ کی بیٹیاں اور آپ ﷺ کے داماد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ (تاج العروس شرح القاموس ج ۷ ص ۲۱۷)

قرآن مجید کی نصوص سے اہل بیت کا ازواج اور اولاد وغیرہ کو شامل ہونا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہے:

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ رَحْمَتُ اللّٰہِ وَ بَرَکٰتُہٗ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ. (ھود:۷۳)

فرشتوں نے (سارہؓ سے) کہا کیا تم اللہ کے کاموں سے تعجب کرتی ہو؟ اے اہل بیت! تم اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی کے متعلق ارشاد ہے:

فَقَالَ لِاَھْلِہِ امْکُثُوْٓا اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا. (طٰہٰ:۱۰)

موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی بیوی سے کہا تم ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے۔

عزیز مصر کی بیوی کے متعلق ارشاد ہے:

قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَھْلِکَ سُوْٓءً اِلَّآ اَنْ یُّسْجَنَ. (یوسف:۲۵)

وہ کہنے لگی جو شخص تیری بیوی کے ساتھ برا ارادہ کرے اس کی یہی سزا ہے کہ اس کو قید کر دیا جائے۔ (جاری..)

الاعتقاد

درسِ حدیث

قرآن اور اہلبیت علیہم السلام

امیر شریعت حضرت علامہ سید محمد قاسم شاہ صاحب بخاری علیہ الرحمہ

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ ﵁ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنِّي تَارِكٌ فِيْكُمْ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي أَحَدُهُمَا أَعْظَمُ مِنَ الْآخَرِ: كِتَابُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ مِنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ وَ عِتْرَتِي: أَهْلُ بَيْتِي وَ لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنِي فِيْهِمَا. هٰذا حديثٌ حسنٌ غريب

(أخرجه الترمذى فى السنن، كتاب: المناقب عن رسول اللّٰه ﷺ، باب: فى مناقب أهل بيت النبى ﷺ، ٦٦٣/٥، الرقم: ٣٧٨٦/٣٦٨٨، والنسائى فى السنن الكبرى، ٤٥/٥، الرقم: ٨١٧٨، ٨٧٦٧، والحاكم فى المستدرك، ١١٨/٣، الرقم: ٨٥٧٦، والطبرانى عن أبى سعيد ﵁ فى المعجم الأوسط، ٣٧٤/٣، الرقم: ٣٤٣٩)

ترجمہ: ’’حضرت زید بن ارقم ﵁ روایت کرتے ہیں کہ سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے درمیان ایسی دو چیزیں چھوڑ کر دُنیا سے رخصت ہو رہا ہوں کہ اگر تم ان کا دامن پکڑے رہو گے اور اُن کی اتباع و پیروی کرتے رہو گے تو تم میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ان دونوں چیزوں میں ایک چیز دوسری چیز سے بڑی ہے، وہ اللہ کی کتاب قرآنِ مجید ہے؛ یہ ایک رسی ہے جو آسمان سے زمین تک پھیلی ہوئی ہے یعنی ہر چیز پر محیط ہے۔ دوسری چیز میری اہلِ بیت ﵃ ہیں، یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوضِ کوثر پر وارد ہوں گے۔ پس غور کرو کہ میرے بعد ان دونوں سے کیا معاملہ کرتے ہو؟‘‘ (یہ حدیث حسن غریب ہے۔)

تشریح: حضور اقدس ﷺ نے اس حدیثِ مبارک میں تاکید فرمائی کہ قرآن اور اہلِ بیت ﵃ کو مضبوطی سے پکڑے رہیں۔ مطلب یہ کہ اگر ہدایت کی تلاش ہے، تو کتاب اللہ کی طرف رجوع کریں اور اگر پاکیزگی اور تقویٰ و طہارت کا نمونہ دیکھنا ہو تو اہلِ بیت ﵃ کی اقتداء اور پیروی کریں اور ان کی محبت و عقیدت جزوِ ایمان سمجھیں۔ یہی دو چیزیں اسلامی زندگی کے دو ستون ہیں، دونوں چیزوں کا تجزیہ ملاحظہ فرمائیں:

جہاں تک پہلی چیز ’’قرآن مجید‘‘ کا تعلق ہے تو سب جانتے ہیں کہ عصرِ حاضر میں مسلمان سب سے زیادہ قرآنِ کریم کے احکام و ہدایت سے غافل اور بے بہرہ ہیں اور آج کا مسلمان وقتی علوم و فنون میں گو کافی ترقی کر چکا ہے مگر وہ قرآن حکیم اور اس کے احکام سے غافل ہے مگر عملاً اور علماً قرآنِ کریم سے دور ہونے کے باوجود یہ خوش قسمت اپنے اعتقاد میں اپنے آپ کو پکا مسلمان قرار دیتا ہے اور اپنے اسلام پر نازاں ہے۔

دوستو! اسلام صرف چند اعتقادات و مفروضات کا نام نہیں؛ اسلام تو مکمل ضابطۂ حیات اور ربانی احکام کی پابندی کا نام ہے، یہ مقام قرآنِ مجید کو پڑھے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا، قرآن سے دور افتادہ لوگ قرآن حکیم کے مقصد کو کیا سمجھیں کہ۔

’’بے علم نتواں خدا را شناخت‘‘

پس اگر آپ کے دل میں واقعی اپنے پیغمبر صاحب ﷺ کا

کچھ احترام وعزّت ہے تو خود بھی قرآن پڑھیئے اور اس کا معنیٰ و مطلب سمجھنے کی کوشش کیجیے۔ **اس موقعہ پر ہمیں ان لوگوں کے حال پر سخت حیرانی ہے جو مسلمان ہونے کے باوجود اپنے خود ساختہ خیالات کی وجہ سے دُنیا بھر کے مسلمانوں کے احساس اور بنیادی معتقدات سے کٹ جاتے ہیں اور ذاتی مخترعات کی بناء پر مسلمانوں کو بجائے حرم کے سومنات کے طرف رہبری کرتے ہیں۔ اسی طرح ہمیں ان مسلمانوں پر بھی سخت افسوس ہے جو قرآنِ حکیم کے سمجھنے کے باوجود اُسے سیاسی مصلحت کے لئے استعمال کرتے ہیں۔** بے شک قرآن رحمت ہے، برکت ہے اور اپنے پیروؤں کے لئے باعثِ نجات ہے؛ مگر شرط یہ کہ پورے اخلاص اور ایمانداری سے اس پر عمل کیا جائے۔ بدقسمتی سے کہیں بھی اُس پر عمل نہیں ہوتا۔ اس لئے مسلم اُمہ پر فرض ہے کہ اپنے اعمال وافکار کو قرآنِ حکیم کے تابع بنائیں؛ اسی صورت میں ان کا شمار مسلمانوں میں ہوگا اور اسی صورت میں دینی اور دنیاوی لحاظ سے مسلمان کامیاب وکامران ہوں گے۔ ورنہ زبان سے مسلمان کہنے اور کہلانے اور عملاً اغیار کے ہاتھ بٹانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو یہ طریقِ کار پسند نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رکھے۔ آمین ثم آمین۔

حدیثِ مذکور کے دوسرے جُز کا تجزیہ: حضور اکرم ﷺ نے اپنے اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کی اطاعت وپیروی پر امت کو اُبھارا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اہلِ بیت رسول ﷺ سے کون لوگ مراد ہیں؟ کیا اہلِ بیت رضی اللہ عنہم سے صرف وہ لوگ مراد ہیں جو آپ ﷺ سے نسبی تعلق رکھتے ہیں خواہ از روئے اعتقاد واعمال، آپ ﷺ کی تعلیماتِ شریفہ سے کوسوں دور کیوں نہ ہوں۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اہلِ بیت سے مراد صرف وہ لوگ ہیں جو آپ ﷺ کی ہدایات وتعلیمات پر خود بھی گامزن ہوں اور دوسرے لوگوں کو بھی آپ ﷺ کی تعلیم واتباع کی طرف ترغیب دیتے ہیں خواہ انہیں آپ ﷺ کے ساتھ نسبی تعلق ہو؛ جیسے حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ، اور خواہ آپ ﷺ کے ساتھ نسبی تعلق نہ ہو جیسے حضرت شیخ نورالدین ولی کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت محبوب العالم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم۔ یہ سب اہلِ بیت میں داخل ہیں۔ اور وہ سادات قطعاً اہلِ بیت رسول ﷺ میں داخل نہیں ہیں جن کے اعتقادات اور اعمال اور جن کا درون وبیرون قرآن وسنّت کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اسی طرح وہ لوگ بھی اہلِ بیت میں داخل نہیں جو اعمالِ صالح اور ظاہری حسنِ کردار کے باوجود قادیانیوں، لاہوریوں، چکڑالویوں اور بدباطنوں وغیرہم کا ساتھ دیتے ہیں اور در پردہ ان کی اعانت اور امداد کرکے جمہور مسلمین سے کٹ جاتے ہیں۔ پس ایسے سادات سے نہ مرغوب ہونا چاہیے اور نہ ایسے حضرات سے تعلقات کو استوار کرنا چاہیے۔ ہاں اگر سادات کا نمونہ دیکھنا ہو تو شہید کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے جانبازوں کی طرف دیکھنا چاہیے کہ انہوں نے قرآن و سنت کی عظمت وحرمت اور اس کے بقاء واحیاء کیلئے کربلا کے میدان میں وقت کے سرکش اور مغرور انسانوں کے ساتھ ٹکر لے کر راہِ حق میں اپنی مقدّس جانیں نثار کیں مگر قرآن پر اور محمد رسول اللہ ﷺ کے دینِ حق پر آنچ نہ آنے دی۔

(بقیہ صفحہ 31 پر)

جامِ عرفان

من کلام شریف سید فقیر میرک شاہ صاحب کاشانی علیہ الرحمہ — بشکریہ فقیر محمد دلاور صاحب سجادہ نشین

بشارت دِڑ فرشتو طہارت دِل تہِ کری تو
رنڈے چھوہِ زندہِ مری تو طہارت دِل تہِ کری تو
محبت خلق اللہ حقیقت قل ھو اللہ
بہ شفقت پُور سری تو طہارت دِل تہِ کری تو
وجوٗدس منز چھو موجوٗد ھو الحَی جام مقصوٗد
سُہ ہر پے پوٗر چیٗر تو طہارت دِل تہِ کری تو
عیال اللہ خلق زان صراط اللہ ژہِ تی مان
عنایت اللہ تی گو طہارت دِل تہِ کری تو
بہ ہوش روز بوز قرآن نوش کر جام عرفان
ہوش اقرب جوش دلی تو طہارت دِل تہِ کری تو
چھُو مقصود از آدم سُو مضبوط کوٗر یہ ذاتن
خلیف فی الارض پری تو طہارت دِل تہِ کری تو
خلیفہ ہر وقت آسان لطیف و لطف احسان
شفیق و شاہ پَرتو طہارت دِل تہِ کری تو
چھُونے کانہہ خانہ خائلی چھُو ہر جا ذاتِ عائلی
سُو دریا رنڈوءے چھَو طہارت دِل تہِ کری تو
دل عارف خدا زان سُلہِ ژینک یقین مان
ولہِ دِلہِ ہوش تھوی تو طہارت دِل تہِ کری تو

جامِ عرفان
جامِ عرفان
جامِ عرفان

جام عرفان

صفاتس بے شمار رنگ ژہِ ذاتس معرفت منگ
بہ عظمت ناو تتھ پیو طہارت دِل تہِ کریتوَ
صفاتس ذاتگ بوش نفع واتی ژہِ کر ہوش
وفا ہر گس تہِ ئریتوَ طہارت دِل تہِ کریتو
چھُ آدم سیر اسرار دَما دَم ذاتِ انوار
چھُ ما تتھ کم اکھ جَو طہارت دِل تہِ کریتوَ
چھِ عامَن منز خاصےٕ چھُ ذاتس تہُند پاسےٕ
تِمَن ناو اولیأ پیو طہارت دِل تہِ کریتوَ
کرکھ یوٚد لول ہَر گس سرکھ تھوٚد معرفت مس
سُہ مست کیاہ عاشقو چوٚو طہارت دِل تہِ کریتوَ
ہستی کر تہٕ فنا مستی آوٕ منّع
پستی منز ثُل دَو طہارت دِل تہِ کریتوَ
حسَد، کینے تہٕ دِٕے تراوٕ جسد سینَے پٹُن ناوٕ
پسند ذاتَس ئی گوو طہارت دِل تہِ کریتوَ
کُنُے وہٕند پرتے پان نوٚنُے اتھ اَن ایمان
چھوٚنُے مَتہٕ پان تھٲوی توَ طہارت دِل تہِ کریتوَ
جُبک جامے چھُ بَر تَن فقیر میرس چھُ زیبن
شبان چھُم نَو بہ نَو طہارت دِل تہِ کریتوَ

☆ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ”لوگوں میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ اللہ تعالٰی سے محبت کرتا ہے اور لا الٰہ اِلا اللہ کہنے والوں (اہلِ توحید کی تعظیم کرتا ہے۔“ (الشعرانی فی الطبقات الکبریٰ: ۳۳)

جام عرفان

جام عرفان

جام عرفان

علم القرآن

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی بدایونی علیہ الرحمہ

("**علم القرآن**" حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ کی نہایت ہی اہم کتاب ہے جس میں تفسیر قرآن کے قاعدے بیان کئے گئے ہیں۔ آج کے پُرفتن دور میں جب کہ ایک طبقہ چند پمفلٹ پڑھ کر اپنے آپ کو علامہ سمجھنے لگتا ہے اور از خود قرآن کریم کی آیاتِ مقدسہ کی تفسیر کرنے لگتا ہے۔.......... یہاں (تخریج کے ساتھ) اس کتاب کے اقتباسات پیش کئے جائیں گے تاکہ جن قارئین کی رسائی اس کتاب تک نہیں ہے؛ وہ اس کے مباحث سے مستفید ہو سکیں۔)--------{معاون مدیر}

شرک

شرک کے لغوی معنی حصّہ یا ساجھا۔ لہٰذا شریک کے معنی ہیں حصّہ دار یا ساجھی۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

۱۔ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

کیا ان بتوں کا ان آسمانوں اور زمین میں حصّہ ہے۔

۲۔ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِىْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ط (الروم: ۲۸)

کیا تمہارے مملوک غلاموں میں سے کوئی شریک ہے اس میں جو ہم نے تمہیں دیا ہے کہ تم اس میں برابر ہو، ان غلاموں سے تم ایسا ڈرو جیسا اپنے نفسوں سے ڈرتے ہو۔

۳۔ .....رَجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَ رَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ط هَلْ يَسْتَوِيٰنِ .... ط (الزمر: ۲۹)

ایک وہ غلام جس میں برابر کے چند شریک ہوں اور ایک وہ غلام جو ایک ہی آدمی کا ہو، کیا یہ دونوں برابر ہیں۔

ان آیتوں میں شرک اور شریک لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے یعنی حصّہ، ساجھا اور حصّہ دار و ساجھی۔ لہٰذا شرک کے لغوی معنی ہیں کسی کو خدا کے برابر جاننا۔ قرآن کریم میں یہ لفظ ان دونوں معنی میں استعمال ہوا ہے۔ شرک بمعنی کفر ان آیات میں آیا:

۱۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ج (النساء: ۴۸)

اللہ تعالیٰ اس جرم کو نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اس کے سوا جس کو چاہے بخش دے گا۔

۲۔ وَ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ط (البقرہ: ۲۲۱)

نکاح نہ کرو مشرکوں سے یہاں تک کہ ایمان لے آویں۔

۳۔ وَ لَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ (البقرہ: ۲۲۱)

مومن غلام مشرک سے اچھا ہے۔

۴۔ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ط (التوبۃ: ۱۷)

مشرکوں کو یہ حق نہیں کہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں اپنے پر کفر کی گواہی دیتے ہوئے۔

ان آیات میں شرک سے مراد ہر کفر ہے۔ کیونکہ کوئی بھی کفر بخشش کے لائق نہیں۔ اور کسی کافر مرد سے مومنہ کا نکاح جائز نہیں۔ اور ہر مومن ہر کافر سے بہتر ہے خواہ مشرک ہو جیسے ہندو یا کوئی اور جیسے یہودی، پارسی، مجوسی۔

دوسرے معنی کا شرک یعنی کسی کو خدا کے برابر جاننا کفر سے خاص ہے۔ کفر اس سے عام یعنی ہر شرک کفر ہے مگر ہر کفر

شرک نہیں۔ جیسے ہر کوّا کالا ہے مگر ہر کالا کوّا نہیں۔ ہر سونا پیلا ہے مگر ہر پیلا سونا نہیں۔ لہٰذا دہریہ کافر ہے مشرک نہیں۔ اور ہندو مشرک بھی ہے کافر بھی۔ قرآن شریف میں شرک اکثر اسی معنی میں استعمال ہوا ہے؛ جیسے:

۱۔ جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِیْمَاۤ اٰتٰهُمَا ج (الاعراف: ۱۹۰)

ان دونوں نے خدا کے برابر کر دیا اس نعمت میں جو رب تعالیٰ نے انہیں دی۔

۲۔ حَنِیْفًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ o (الانعام: ۷۹)

میں تمام بُرے دینوں سے بیزار ہوں اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔

۳۔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ o (لقمان: ۱۳)

بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔

۴۔ وَ مَا یُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَ هُمْ مُّشْرِكُوْنَ o (یوسف: ۱۰۶)

ان میں سے بہت سے لوگ اللہ پر ایمان نہیں لائے مگر وہ مشرک ہوتے ہیں۔

ان جیسی صدہا آیتوں میں شرک اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ بمعنی کسی کو خدا کے مساوی جاننا۔

شرک کی حقیقت

شرک کی حقیقت رب تعالیٰ سے مساوات پر ہے۔ یعنی جب تک کسی کو رب کے برابر نہ جانا جائے تب تک شرک نہ ہوگا۔ اسی لئے قیامت میں کفار اپنے بتوں سے کہیں گے:

تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ o اِذْ نُسَوِّیْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o (الشعراء: ۹۸-۹۷)

خدا کی قسم ہم کھلی گمراہی میں تھے، کہ تم کو رب العالمین کے برابر ٹھہرائے تھے۔

اس کو برابر جاننے کی چند صورتیں ہیں:

ایک یہ کہ کسی کو خدا کا ہم جنس مانا جائے جیسے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے تھے۔ اور مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں مانتے تھے۔ چونکہ اولاد باپ کی ملک نہیں ہوتی بلکہ باپ کی ہم جنس اور مساوی ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ ماننے والا مشرک ہوگا۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

۱۔ وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ط بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ o (الانبیاء: ۲۶)

یہ لوگ بولے کہ اللہ نے بچے اختیار فرمائے، پاکی ہے اس کے لئے بلکہ یہ اللہ کے عزت والے بندے ہیں۔

۲۔ وَ قَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ ۨابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِ ط (التوبة: ۳۰)

اور یہودی بولے کہ عزیر (علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائی بولے کہ مسیح (علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں۔

۳۔ وَ جَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ط اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِیْنٌ o (الزخرف: ۱۵)

بنا دیا اُن لوگوں نے اللہ کے لئے اس کے بندوں میں سے ٹکڑا بے آدمی کھلا ناشکرا ہے۔

۴۔ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِیْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ط اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ط (الزخرف: ۱۹)

الاعتقاد

خاص مضمون

بے مثال عدالت

مولانا عطاء اللہ نورآبادی (سکریٹری انجمن تبلیغ الاسلام زون نورآباد)

''انہوں نے فرشتوں کو جورحمن .... (باقی ص20 پر)

حضور پُرنور ﷺ عدل وانصاف کے علمبردار ہیں۔ یہ انصاف بلا امتیاز رنگ ونسل، وطن وقوم اور رشتہ ورسوخ ہر ایک کے لئے یکساں ہے۔ پیغمبر عدل ومساوات علیٰ صاحبہا اکمل الصلوۃ والتحیات ﴿اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ (النحل: ۹۰)﴾ اور ﴿وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَ لَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی ج (الانعام: ۱۵۲)﴾ کے عملی تفسیر ہیں۔ نصوصِ یزدانی و احادیثِ نورانی سے ایسے بیسوں واقعات صفحہ ہائے اتہاسِ اسلامیہ پر مثلِ آفتابِ نصف النّہار تاباں و درخشاں ہیں۔ انصاف کے تقاضے پورے ہوتے ہوئے نیز انصاف کی تحریک دیتے ہوئے چند نمونے حسبِ ذیل ہیں:

ایک دفعہ ایک یہودی اور منافق کے درمیان کسی معاملہ پر جھگڑا ہوا۔ مقدمہ حضور ﷺ کے پاس آیا۔ فیصلہ یہودی کے حق میں ہوا۔ منافق دل تنگ ہوکر سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاں مقدمہ لے کر گیا؛ فیصلہ پھر یہودی کے حق میں ہوا۔ منافق اب مقدمہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر گیا؛ یہودی نے پوری رودادِ مقدمہ بیان کی کہ میرے حق میں آپؐ کے پیغمبر ﷺ نے بھی فیصلہ سنایا ہے اور سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی۔ مگر یہ شخص (منافق) راضی نہ ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منافق کو موقع پر ہی قتل کر کے فرمایا: جو شخص حضور ﷺ کے فیصلہ پر راضی نہ ہو اُس کا فیصلہ یہی ہے۔ دیکھئے انصاف کے معاملہ میں حضور ﷺ نے یہودی کے ساتھ کیسا انصاف قائم کیا۔ یہ اپنی مثال آپ ہے۔

ایک دفعہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ (جو کہ حضور ﷺ کے پھوپھی زادہ تھے) اور ایک انصار کے درمیان باغوں کی سینچائی کے معاملہ پر جھگڑا ہوا۔ چنانچہ پانی ایک پہاڑی سے آتا تھا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا باغ اوپر تھا۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ اولاً زبیر (رضی اللہ عنہ) باغ کو پانی دے بعد ازاں انصاری۔ فیصلہ مبنی بر انصاف تھا کیونکہ انصاری کا باغ نیچے تھا۔ انصاری نے ناگواری کا اظہار کر کے زبان سے یہ کلمہ نکالا کہ حضور ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کے حق میں اس لئے فیصلہ سنایا کیونکہ وہ ان کے اقارب سے ہیں۔ بس اتنا کہنا تھا کہ جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عدل مصطفیٰ ﷺ کی داد اور آپسی جھگڑوں میں آنحضور ﷺ کو حاکم اعلیٰ نہ ماننے والوں پر ایمان نہ ہونے کی تنبیہ والی آیت حق سبحانہٗ تعالیٰ سے لے آئے: ﴿فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا o (النساء: ٦٥). ''پس (اے حبیب ﷺ!) آپ ﷺ کے رب کی قسم یہ لوگ مسلمان نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ وہ اپنے درمیان واقع ہونے والے ہر اختلاف میں آپ ﷺ کو حاکم بنالیں پھر اس فیصلہ سے جو آپ ﷺ صادر فرما دیں اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور (آپ ﷺ کے حکم کو) بخوشی پوری فرمانبرداری کے ساتھ قبول کرلیں۔'' (ترجمہ عرفان القرآن)﴾ پس بنی آدم کو چاہیے کہ ہر دم خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت اور اس ان کی حصولِ خوشنودی کر کے اپنے ایمان کو بچا بچا کے وقتِ مرگ اپنے ہمراہ لے۔ فنعم ما قالَ

الا یاَیُّهَا المغرور تُبْ مِنْ غیرِ تاخیر

فَاِنَ المَوتَ قَد یاتیٰ و لو میرت قارونا
بسِل مات ارِسطا لیس، بُقْراط باف؛اك
و افلاطون بسرسام و جَالِیُوس مبطونا

ترجمہ: ''اے دھوکہ میں آیا ہوا انسان! جلد گناہوں سے توبہ کر لے، کیونکہ موت ضرور آئے گی؛ اگر چہ تو قارون جیسا مالدار بھی بن جائے۔ ارسطو سِل سے مرا، بقراط فالج سے اور افلاطون سرسام سے اور جالینوس اسہال سے۔''

اللّٰھُمَّ اِنَا نَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبَرصِ وَ الْجُزَامِ وَ مِنْ سَیِّءِ الْاَسْقَام. آمین

انصاف میں دیری نہیں: مدینہ پاک میں ایک شخص طعمہ بن ابیرق نے چوری کر کے الزام کسی دوسرے پر لگایا۔ تحقیق پر طعمہ بن ابیرق ہی چور نکلا۔ آنحضور ﷺ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا۔ سزا سے بچنے کے لئے طعمہ بن ابیرق راتوں رات مکہ بھاگا اور کفار سے مل کر کافر ہی مر گیا۔ جبریل امین علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی سے یہ حکم دربارِ نبوت میں لایا: ﴿وَ مَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصْلِہٖ جَھَنَّمَ ط وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا ۝﴾ (النساء: ۱۱۵) ''اور شخص رسول (ﷺ) کی مخالفت کرے اس کے بعد کہ اس پر ہدایت کی راہ واضح ہو چکی اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ کی پیروی کرے تو ہم اسے اسی (گمراہی) کی طرف پھیرے رکھیں گے جدھر وہ (خود) پھر گیا ہے اور (بالآخر) اسے دوزخ میں ڈالیں گے، اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔'' (ترجمہ عرفان القرآن)

دیکھئے! رسول اکرم ﷺ کے احکام کی جو مخالفت کرے وہ اللہ کے بارگاہ کا مردود ہے اور اس کا ٹھکانہ بس جہنم ہی جہنم ہے۔ نعوذ باللہ من غضب اللہ و غضب الرسول ﷺ۔ کسی عاشق نے کیا خوب فرمایا ہے۔

جو ہو محبوب اُس در کا وہ محبوبِ الٰہی ہے
جو ہو مردود اُس در کا وہ مردودِ خدا ٹھہرے

انصاف میں یکسانیت (Equality Before Law):

حضور پُر نور ﷺ کا بے مثال عدل و انصاف ہر اسود و احمر، شرقی و غربی، عربی و عجمی، بارسوخ و بے رسوخ کے لئے یکساں تھا۔ اس بے مثال عدل و انصاف کی ایک جھلک ملاحظہ فرما کر اپنے درون و برون کو ایمانی و روحانی صیقل دے کر مشرف فرمائیے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہے کہ قریش (قوم) ایک دفعہ قبیلہ مخزومیہ کی ایک عورت کے بارے میں سخت پریشان ہوئے، جس نے چوری کی تھی، انہوں نے (قریش) کہا کہ اس معاملے میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے بغیر اور کون حضور ﷺ سے بات کر سکتے ہیں۔ (لہٰذا انہوں نے اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بات چیت یعنی سفارش کے لئے مقرر کیا) کیونکہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ آنحضور ﷺ کے بہت پیارے ہیں۔ پس اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے آنحضور ﷺ سے اس بارے میں بات چیت فرمائی۔ (قریش کی خواہش تھی کہ اس عورت کا ہاتھ کٹنے سے بچنا چاہیے) حضور ﷺ کا رنگ روئے مبارک پر متغیر ہوا (بوجہ غصّہ) اور فرمایا: اَ تَشْفَعُ فِی حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللہ (کیا

آپ اللہ کے حدود میں ایک حد توڑنے کے لئے سفارش کرتے ہو؟ ثُمَّ قَامَ وَ اخْتَطَبَ (پھر کھڑے ہوئے اور خطاب فرمایا) پھر فرمایا: اِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ (تم سے پہلے لوگ اس لئے ہلاک ہوئے) اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ (کہ ان میں اگر کوئی اچھا (رسوخ والا) چوری کرتا اس کو وہ بَری کر دیتے) وَ اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ (اور اگر کوئی کمزور انسان چوری کرتا (غرض بے رسوخ آدمی) اُس پر حد جاری کردیتے یعنی اس کو سزا دیتے) وَ اَيْمُ اللهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا (بخدا اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ محمد ﷺ بھی چوری کرتی میں اُن کا ہاتھ کاٹ ڈالتا)۔ (بخاری: رقم: ۶۷۸۸، مسلم، مشکوٰۃ باب الشفاعۃ فی الحدود)

سبحان اللہ! غور کیجیے، حضور نبی اکرم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم، عدل و انصاف کے حدود قائم کرنے میں مثال کے طور پر اپنی اُس لاڈلی دخترِ ناز کو پیش کرتے ہیں جو سیدۃ النساء، خاتونِ جنت مَنْ اَحَبَّهَا اَحَبَّنِيْ وَ مَنْ اَبْغَضَهَا اَبْغَضَنِيْ جیسی بشارتِ عظمٰی سے مشرف ہیں۔ غرض سفارش کسی بھی طور قبول نہیں فرماتے۔ یہ مثال تا قیامت زندہ و پائندہ و درخشندہ ہے کہ ایک ایسی عورت جس کے واسطے قبیلہ قریش کے باعزت و بارسوخ آدمی نیز حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بھی اس لئے سفارشی ہیں کہ زنِ مذکورہ ایک بارسوخ و معتبر خاندان سے منسلک ہے اس لئے اس کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔ مگر سفارش بے صرفہ۔ کاش ہم لوگ اور وقت کے حکام نیز بااختیار و اقتدار حضرات اس حدیثِ مقدس سے عبرت حاصل کرتے۔

ہر چہ بر تو آید از ظلمات و غم   آں زِ بے شرمی و گستاخیست ہم

(رومی)

بے مثال انصاف کہ غیر کا حق رشتے کے بارسوخ آدمی سے دلانا: مفکرین حضرات! ایک اور تواریخی واقعہ کی طرف آپ کے اذہانِ پُرشعور متوجہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ کائنات کے لوگ بلا تفریق رنگ و نسل، ذات پات انصاف سے حق کی گواہی دیں کہ بے شک رسول محترم ﷺ پیغمبر حق و صداقت اور علمبردار عدل و دیانت ہیں۔ تواریخی واقع اس طرح ہے:

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک روز ہم آنحضور ﷺ کے ساتھ دولت کدہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں تھے۔ (واقع مکہ شریف میں پیش آیا) کسی نے دروازے پر دستک دی۔ میں نکلا تو ایک نصرانی کہنے لگا، کیا یہاں (حضرت) محمد ﷺ بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) ہیں؟ میں نے اُسے اندر لیا تو وہ کہنے لگا کہ آپ ﷺ رسالت کے مُدعی ہیں؟ اگر آپ ﷺ اس دعوٰی میں سچے ہیں تو میرے ظالم پر میری مدد کیجیے۔ فَقَالَ مَنْ ظَلَمَكَ؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم پر کس نے ظلم کیا؟ قَالَ: اَبُوْ جَهْلُ بْنُ هِشَامٍ۔ (سائل نے) کہا کہ ابوجہل نے جو ہشام کا بیٹا ہے۔ اُس نے میرا مال چھین لیا ہے۔ حضور ﷺ کھڑے ہوئے۔ چنانچہ دوپہر کا وقت تھا اس لئے ہم نے عرض کیا: حضور ﷺ! ابوجہل قیلولہ میں ہوگا، اُس کو جاگنا ناگوار گزرے گا، ایسا نہ ہو کہ جناب ﷺ کو غصّہ میں کچھ کہہ بیٹھے۔ حضور ﷺ نے ہماری

ایک بھی نہ سنی اور ابوجہل کی طرف روانہ ہوئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو وہ غصّہ کی حالت باہر نکلا۔ جب حضور ﷺ پر نظر پڑی تو عرض کیا کہ اندر تشریف لائیے، آپ ﷺ نے کسی کو کیوں نہ بھیجا تا کہ میں خود آپ ﷺ کے طرف آتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس نصرانی کا مال لوٹ لیا ہے اسے واپس کر۔ ابوجہل پھر بولا کہ اگر آپ ﷺ کسی کو یہاں بھیج دیتے میں خود وہ مال واپس کر دیتا۔ فَقَالَ علیہ السلام لَا تُطَوِّلْ وَلٰکِنْ اِدْفَعْ مَا لَهٗ اِلَیْهِ. آنحضرت ﷺ نے فرمایا زیادہ باتیں مت کر فوراً اس کا مال اسے واپس کر۔ ابوجہل نے اپنے غلام سے سارا مال لانے اور نصرانی کو واپس کرنے کے لئے کہا۔ آنحضور ﷺ نے نصرانی سے پوچھا: هَلْ وَصَلَ اِلَیْکَ مَالِکَ؟ کیا تجھے تیرا مال پورا ملا؟ فَقَالَ نَعَم اِلَّا سَلَّةً نصرانی نے عرض کیا کہ ایک ٹوکرے کے سوا سارا مال ملا۔ حضور ﷺ نے ابوجہل سے وہ ٹوکری لانے کے لئے فرمایا۔ اُس نے پوری تلاشی کے باوجود بھی گھر میں وہ نہ پائی اس لئے اِس سے بہتر بدلے میں دے دی۔

اب ابوجہل اور اس کی بیوی میں بحث چھڑ گئی۔ بڑے مزے اور پتے کی باتیں سامنے آئیں۔ کسی رازداری کا بھی اِفشاء ہونے لگا۔ حقیقت ہے نا الفضل ما شهدت به الاعداء بڑائی اسی کو کہتے ہیں جس کی شہادت دشمن دے۔ ابوجہل کی بیوی نے ابوجہل سے کہا: ''خدا کی قسم تم نے ابی طالب کے اس یتیم (ﷺ) کی زبردست تواضع کی۔ توبہ توبہ''۔ ابوجہل نے جواب دیا کہ لَوْ رَاَیْتِ مَا رَأَیْتُ لَمْ تَقُوْلِیْ هٰکَذَا اگر تو وہ دیکھ پاتی جو میں نے دیکھا ایسا نہ کہتی۔ قَالَت: مَا رَأَیْتَ؟ بیوی نے کہا: تو نے کیا دیکھا؟ ابوجہل بولا مجھے رسوا مت کر میں نے حضور ﷺ کے دونوں شانۂ مبارک پر دو شیر دیکھے، جوں ہی میں مال نہ دینے کا ارادہ کرتا وہ مجھے پھاڑنے کے قریب آجاتے۔ اسی لئے میں نے ان کی تواضع کی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نصرانی نے یہ واقع مشاہدہ کیا تو کہنے لگا: یَا مُحَمَّد (ﷺ) اِنَّکَ رَسُوْلُ اللهِ وَ دِیْنُکَ حَقٌّ؛ یارسول اللہ ﷺ بے شک آپ ﷺ اللہ کے رسولِ محترم ہیں اور آپ ﷺ کا دین سچا ہے۔

بقیہ علم القرآن

کے بندے ہیں، عورتیں ٹھہرایا، کیا ان کے بناتے وقت یہ حاضر تھے؟''

۵ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا یَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّ اَصْفٰکُمْ بِالْبَنِیْنَ o (الزخرف: ١٦)

''کیا اس نے اپنی مخلوق میں سے بیٹیاں بنالیں اور تمہیں بیٹوں کے ساتھ خاص کیا۔''

٦ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَکَآءَ الْجِنَّ وَ خَلَقَهُمْ وَ خَرَقُوْا لَهٗ بَنِیْنَ وَ بَنٰتٍ بِغَیْرِ عِلْمٍ ط (الانعام: ١٠٠)

''اور اللہ کا شریک ٹھہرایا جنّوں کو حالانکہ اس نے ان کو بنایا اور اس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں گھڑ لیں جہالت سے۔''

۷ لَیُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِکَةَ تَسْمِیَةَ الْاُنْثٰیo (النجم: ٢٧)

''یہ کفار فرشتوں کا نام عورتوں کا سا رکھتے تھے۔''

ان جیسی بہت سی آیتوں میں اسی قسم کا شرک مراد ہے یعنی کسی کو رب کی اولاد ماننا۔ (جاری)

الاعتقاد

خراجِ عقیدت

شہزادۂ کونین رضی اللہ عنہ

الحاج پروفیسر غلام حسن زرگر

☆☆☆

امام الانبیاء خاتم الانبیاء حضرت سیّد المرسلین جناب حضرت محمد ﷺ کی صاحبزادی سیّدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو اللہ بزرگ و برتر نے حضرت شاہ ولایت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ سے حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت زینب اور حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہم فرزند اور دختر تھے۔سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ پہلے صاحبزادے ہیں اُن کا لقب ریحانۃ النبیؐ ہے۔ ۳ھ کو مدینہ شریف میں تولد ہوئے۔حضور ﷺ نے ان کے کان میں اذان دی اور اپنا لعاب دہن ڈالا۔ساتویں دن عقیقہ کیا، دو مینڈھے ذبح کروائے اور نومولود کے سر کے بال اتروا کر ان کے ہم وزن چاندی صدقہ دی۔

صحیح بخاری میں روایت ہے۔"رسول اللہ ﷺ منبر پر تھے اور حسن رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے۔آپ ﷺ ایک مرتبہ لوگوں کی طرف دیکھتے تھے۔اور ایک طرف حسین رضی اللہ عنہ کی طرف۔اسی حال میں فرمایا: یہ میرا بیٹا سیّد (سردار) ہے۔ اور اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا۔"

آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے وہ ان کو بہت پیار اور محبت کرتے تھے۔اور ان کو اپنے کندھے پر بٹھا کر چلتے اور جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے بھی حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے ساتھ پیار بھرا سلوک کیا۔آپ نے اصحاب بدر کے وظیفوں کے برابر حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے وظیفے مقرر کیے (پانچ ہزار درہم سالانہ)۔حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ جوان ہو چکے تھے۔شیخین رضی اللہ عنہما کی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا سلوک نہایت مشفقانہ اور محبت سے بھرا رہا۔خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخری دور خلافت میں باغیوں نے جب کاشانہ خلافت کا محاصرہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کاشانہ خلافت کی حفاظت پر مامور کیا۔ مدافعت کرتے ہوئے زخمی ہوئے۔

سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ دوسرے صاحبزادے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ماہ شعبان ۴ھ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔حضور ﷺ ان کی ولادت باسعادت کی خبر سُن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور ان کے کانوں میں اذان دی اور ساتویں دن عقیقہ کرکے بالوں کے ہموزن چاندی خیرات کر دی۔ وہ حضور ﷺ کی سایہ عاطفت میں سات سال رہے۔ ۴۰ ہجری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔چند ماہ بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار ہوئے۔اس طرح حضور پرنور ﷺ کی پیشگوئی ثابت ہوئی۔حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی سے کچھ مدت پہلے یزید کو ولی عہد بنایا اور اہل مدینہ سے یزید کی بیعت لینی چاہی۔تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت پر آمادہ نہ ہوئے۔تاہم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تعرض نہ کیا۔انہوں نے ۶۰ھ میں اپنی وفات سے پہلے یزید کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ وصیت کی۔"میرے بعد اہل

عراق حسین رضی اللہ عنہ کو تمہارے مقابلے ضرور لائیں گے۔جب وہ تمہارے مقابلے میں کھڑے ہوں اور تم کو ان پر قابو حاصل ہوجائے ،تو درگزر سے کام لینا۔کیونکہ وہ قرابتدار ، بڑے حقدار اور رسول اللہ ﷺ کے عزیز ہیں ۔(طبری)۔ یزید تخت پر بیٹھا اس نے محسوس کیا کہ جب تک حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اس کی بیعت نہیں کریں گے اس کی حکومت کو خطرہ ہے۔ چنانچہ یزید نے حاکم مدینہ ولید بن عتبہ کو حکم دیا کہ ان دونوں سے میری بیعت لو ۔جب ولید نے ان کو یزید کی خواہش ظاہر کی تو انہوں نے مہلت مانگی۔ولید نے مہلت دے دی۔اس دوران حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنے اہل وعیال سمیت نہایت خاموشی سے مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ چلے گئے۔سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ جب مکہ پہنچے تو اہل کوفہ نے اپنے ہاں بلانے کیلئے خطوط پر خطوط لکھے اور کوفہ آنے کی دعوت دی ۔حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے تحقیق احوال کے لئے اپنا چچازاد بھائی مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو کوفہ بھیجا ، وہاں ہزاروں آدمیوں نے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے ساری کیفیت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو لکھ کر بھیجی ۔خط ملنے پر حضرت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اپنے اہل وعیال اور جانثاروں کی ایک مختصر جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے۔دوسری طرف یزید کو ان حالات کی خبر ہوئی تو اس نے عبداللہ ابن زیاد والی بصرہ کو بھی حکم بھیجا کہ تم کوفہ کی حکومت سنبھالو اور کوفہ جا کر ان سے میری بیعت لے لو۔ابن زیاد نے بڑی سختی سے کام لیا۔حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر کے شہید کروایا۔حضرت حسین رضی اللہ عنہ راستے میں ہی تھے کہ انہیں مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت اور

اے حسینِ مجتبیٰ علیہ السلام

نتیجۂ فکر: محمد احسنؔ گنائی (صدر حلقہ انجمن تبلیغ الاسلام فرصل)

ظلم و جبرس مُول پرأٹھی اے حسینِ مجتبیٰ علیہ السلام حُریتکی اَسرار بأوِھی اے حسینِ مجتبیٰ
مرحبا پُورِ علیؓ اے نُورِ چشمِ فاطمہؓ علیہ السلام عالماہ چھوی شانہ دأرِھی اے حسینِ مجتبیٰ
یاد آم اوسوی ٹلان یلہِ دوشہِ پاکن پیٹھ نبی ﷺ علیہ السلام بیہِ تھوان رُے خرقہ ترأوِھی اے حسینِ مجتبیٰ
دہِن ییلہ لوگ منگنہِ قوربأنی تہِ خوٗنِ عاشقاں علیہ السلام مرحبا دراکھ حلقہِ دأرِھی اے حسینِ مجتبیٰ
تتھ جبینس زُووندے یَتھ بوسہِ دِت آنسرورَن ﷺ علیہ السلام کیتی تتھ پیٹھ تیر ژأ لِتھی اے حسینِ مجتبیٰ
ییلہِ مَلوٗ کیتیٖ عَلَم کھڑی شہرِ اسلامَن ژوپاَر علیہ السلام زُو دِتو تھ سَتہِ دراکھ وأ لِتھی اے حسینِ مجتبیٰ
خوٗنہِ چانہِ ژونگ دہِنگ رُود روشَن باخدا علیہ السلام کیت ظألم ڈولہ ناوِھی اے حسینِ مجتبیٰ
کربلَس منز خوٗنہِ سَتی لیکھتھ تھوتھ عشقِ رسول ﷺ علیہ السلام واہ عاشق شہلأوِھی اے حسینِ مجتبیٰ
اُوش سُہ سوروی ترو از تام امتن دریادتو علیہ السلام کاٗنہہ میہ انہ ناسو مبرأتھی اے حسینِ مجتبیٰ
روزِ محشر تراوھا بر نارِ دوزخ تے جحیم علیہ السلام نیرھا سوتہ ژھورأتھی اے حسینِ مجتبیٰ
اکھ دُوھا یتہِ سانہِ بستی دوٗد متِسی ییہِ نو بہار علیہ السلام دشمنی أسی تھأو سأوِھی اے حسینِ مجتبیٰ
مِیل تہِ ہُوچھ قلمَس تہِ اوٗش پوک داریہِ احسنؔ گور ہتھی علیہ السلام کُس میہ بیہِ ہیکہ لیکھہ ناوِھی اے حسینِ مجتبیٰ

کوفیوں کی غداری معلوم ہوئی ،لیکن انہوں نے واپس جانا مناسب نہ جانا۔حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے اہل وعیال اور جانثاروں (جن کی تعداد لگ بھگ سترتھی) ارض نینواہ پہنچے تو ۳محرم الحرام ۶۱ھ کوکربلا کے مقام پر ابن زیاد کے شامی لشکر نے انہیں محاصرہ کیا۔ ۷محرم کوشامی فوج نے دریائے فرات پر پہرہ بٹھادیا تاکہ سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ اوران کے رفقاء دریا سے پانی نہ لےسکیں۔ ۱۰محرم ۶۱ھ کا کربلا کا دلدوز سانحہ پیش آیا۔جس میں سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزندوں ،بھتیجوں معصوموں اور جانثاروں کے ساتھ یزیدی لشکر کے خلاف مردانہ وار لڑتے ہوئے شہادت پائی۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔فرمان باری ہے:وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ٥ (البقرہ: ١٥٤) یعنی ان لوگوں کومردہ نہ کہوجواللہ کی راہ میں شہید ہوگئے بلکہ وہ زندہ ہیں۔لیکن تم کوشعور نہیں۔حضور ﷺ فرماتے ہیں:طُوبٰی لِمَنْ مَاتَ فِی سَبِیْلِ اللّٰہ ۔یعنی بہت خوش نصیبی کی بات ہے جواللہ کی راہ میں مرا۔اور بڑی خوش قسمتی ہے جواللہ کی راہ میں قتل ہوا۔قارئین کرام !اگرحضرت حسین رضی اللہ عنہ چاہتے توان کی اوران کے اہل وعیال کی عزت افزائی ہوتی کہ وہ صرف یزید ملعون کی بیعت کرتے ،لیکن اس فخر بنی آدم وفخر خاندان نبوی ﷺ نے زندگی کی آخری سانس تک دین اسلام کی اپنی خون سے آبیاری کی اور دنیاوی جاہ وحشمت کوٹھکرایا۔کرب وبلا کے میدان میں ان کے چشمان مبارک کے سامنے وہ منظر گھوم رہا تھا۔ان کے شہید ہونے کے بعد ان کی ازواج مطہرات اورعیال مقدسہ کے ساتھ دشمن کمی نہیں کرینگے۔ایک طرف پانی کی بندش دوسری طرف افواج کی کثرت، تیسری تمازت آفتاب یہ تمام باتیں ایک بہادرانسان کا دل ہلا دینے اور دشمن کے احکام تسلیم کرنے کوناگزیر تھا،مگرایسی صعوبتوں، سختیوں اور ابتلاؤں کا مقابلہ کرنے کیلئے حسینی عزم واستقلال، قوت ایمانی روحانی پاکیزگی اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے نبی محترم ﷺ کے آغوش میں پرورش پائی تھی۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: کہ میں اپنی اُمت کے واسطے دو چیزیں چھوڑتا ہوں"کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی "اوراگرتم ان کادامن پکڑے رہوگے توتم میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں تاکید فرمائی۔اگر ہدایت کی تلاش ہے توکتاب اللہ کی طرف رجوع کریں اوراگر پاکیزگی ،تقویٰ وطہارت اورقوت ایمانی کانمونہ دیکھنا ہوتو اہل بیت یعنی عترت رضی اللہ عنہم کی اقتدا کرو۔یہی دو چیزیں اسلامی زندگی کے دوستون ہیں۔جہاں تک قرآن مجید کاتعلق ہے۔عصرحاضر میں مسلمان سب سے زیادہ قرآن کریم کے آیات بینات سے اوراحکام سے غافل ہیں۔اگرچہ وقتی طور مسلمان عصری علوم سے بہت حدتک ترقی کرچکا ہے۔بقول پیرومیؒ۔

چند خوانی حکمت یونانیان حکمت ایمانیان راہم بخوان

پس اگرہم کواپنے پیغمبرلولاک ﷺ کی عشق ومحبت کا دعویٰ ہے توہمیں خودبھی اوراپنے بچوں کوکلام اللہ اوراس کے معنی ومطالب کراس پر چلنا چاہیے۔اوراپنے اعمال کوقرآنی احکام کے تحت لانے چاہئیں اُسی صورت میں مسلمان دنیا کے لوگوں پرحکمرانی کرنے میں کامیاب ہونگے ورنہ زبانی مسلمانی

کارٹ لگانا اور اغیار کے ہاتھ بٹانا مسلمانی پر داغ و دھبہ ہے۔
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم کو صراط المستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

جہاں تک حدیث کی دوسری جز کا تعلق ہے۔جس میں اہل بیت رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی پیروی پر اُمت کو تلقین کی گئی اور ان کی محبت جز و ایمان سمجھیں۔امام حسین رضی اللہ عنہ نے سادات کرام کو اپنے عمل سے بتایا کہ ربانی قرب و مرتبہ گوشہ نشین ہو کر سجادوں پر بیٹھ کر حاصل نہیں ہوتا ہے۔بلکہ اس کیلئے اپنا ننگ و ناموس قربان کرنا پڑتا ہے۔بقول مُرشدی علامہ مولانا سیّد محمد قاسم شاہ صاحب بخاریؒ اہل بیت رضی اللہ عنہ سے کون لوگ مراد ہیں؟ کیا اہل بیت سے وہ لوگ مراد ہیں جو آپ کی ہدایت و تعلیمات پر خود گامزن ہوں اور دوسروں کو بھی آپ کو تعلیم و اتباع کی ترغیب دیتے ہیں۔خواہ انہیں آپ کے ساتھ نسبی تعلق ہے۔جیسے حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور خواہ آپ کے ساتھ نسبی تعلق نہ ہو، جیسے شیخ نور الدین نورانی رضی اللہ عنہ اور حضرت شیخ حمزہ مخدومی رضی اللہ عنہ وغیرہم یہ سب اہل بیت میں داخل ہیں اور وہ سادات قطعاً اہل میں داخل نہیں جن کے اعتقادات اور اعمال اور جن کا درون بیرون قرآن و سنت کی تعلیمات کے خلاف ہے۔اسی طرح وہ لوگ بھی اہل بیت میں داخل نہیں جو اعمال صالحہ اور ظاہری حسن و کردار کے باوجود قادیانیوں، لاہوریوں، چکڑ والوں، بد باطنوں اور یہودیوں اور عیسائیوں کا ساتھ دیتے ہیں اور در پردہ ان کی اعانت اور امداد کر کے جمہور مسلمین سے کٹ جاتے ہیں۔ایسے سادات سے نہ تو مرعوب ہونا چاہئے اور نہ ایسے حضرات سے تعلقات کو استوار کرنا چاہئے۔ہاں!

اگر سادات کا نمونہ دیکھنا ہو تو شہید کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے جانبازوں کی طرف دیکھنا چاہئے:

سر داد دست نہ داد دست در دست یزید
حقّا کہ بنائے لا الہ است حسین رضی اللہ عنہ

اتنا طولانی عرصہ گزرنے کے باوجود ایسا لگتا ہے کہ یہ ظلم واستبداد اور جبر و ستم کا سانحہ بلکل تازہ پیش آیا ہے۔سینکڑوں حق پرستوں کے ساتھ بھی ظالمانہ اور تشددانہ واقعات پیش آئے ،مگر کوئی بھی ان کے لئے نوحہ خوان اور چشم گریاں نہیں،مگر امام حسین رضی اللہ عنہ میں کچھ اور بات اور نرالی شان ہے جو حق پرست اور حق بین ہر مسلمان کو رُلاتی ہے۔آپ رضی اللہ عنہ نے سیاست و حکمرانی خلافت راشدہ کے خلاف دیکھی تو حق و صداقت کا پرچم بلند رکھنے کتاب اللہ اور سنت کو زندہ رکھنے کے لئے میدان جنگ میں کود پڑے۔اسلام کو حیات نو بخش کر جام شہادت نوش کیا۔

قتل حسین رضی اللہ عنہ اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہر کربلا کے بعد

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا حشر و انجام شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہو اور ان کی شفاعت نصیب ہو تو اس وقت بھی ہم ایک یزید سے نہیں بلکہ ہزاروں یزیدوں سے بیر ہے۔اس وقت سامراجی اور طاغوتی حکمران اسلام کی بیخ کنی میں مصروف ہیں۔اور سادہ لوح مسلمانوں چاہئے جس کونے میں ہوں اپنے نرغے میں لیکر یہودیت ،عیسائیت اور فرعونیت میں تبدیل کرنے لگے یا ان کی پیدائش چاہئے چھوٹے بچوں سمیت مرد و زن ہوں قتل کر ڈالتے ہیں۔اسی طرح (مایمار،

علم حاصل کرو، کرلو دُنیا مٹھی میں!

مولانا محمد ہاشم قادری مصباحی، جمشید پور
hhmhashim786@gmail.com

برما) میں (بقیہ ص31 پر)

قرآن کریم کی باعتبار نزول سب سے پہلی آیتیں یہی ہیں: اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ (۱) خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ (۲) اِقۡرَاۡ وَرَبُّکَ الۡاَکۡرَمُ (۳) الَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ (٤) عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَالَمۡ یَعۡلَمۡ (۵) (القرآن؛ سورہ علق، آیت ۵ سے ۱) ترجمہ: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، آدمی کو خون کے لوتھڑے سے بنایا، پڑھو۔ تو پڑھتا رہ تیرا رب بڑے رحم کرم والا ہے، جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔ یہی پہلی نعمت عظمیٰ ہے جو اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی محمد ﷺ پر انعام فرمایا اور یہی وہ پہلی نعمت ہے جو ارحم الراحمین نے اپنے رحم وکرم سے اپنے بندوں کو عطا فرمائی۔ اس میں تنبیہ ہے انسان کی اول پیدائش پر کہ وہ ایک جمع ہوئے خون کی شکل میں تھا اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ احسان کیا کہ اسے اچھی صورت میں پیدا کیا پھر علم جیسی اپنی خاص نعمت اسے مرحمت فرمائی اور وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔ علم ہی کی برکت تھی تمام انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں میں ممتاز نظر آئے۔ علم کبھی تو ذہن میں ہوتا ہے اور کبھی زبان پر اور کبھی کتابی صورت میں لکھا ہوا ہوتا ہے۔ پس علم کی تین قسمیں ہوئیں۔ ذہنی، لفظی اور رسمی۔ ایک جگہ یہ بھی ہے العلم صید علم کو لکھ کر قید کر لیا کرو۔ اس میں یہ بھی ہے کہ جو شخص اپنے علم پر عمل کرے اسے اللہ تعالیٰ اس علم کا وارث کر دیتا ہے جسے وہ نہیں جانتا۔ اللہ رب العزت نے انبیاء کرام علیھم السلام کو علم کی بے بہا دولت سے سرفراز فرمایا۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ کُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمۡ عَلَی الۡمَلٰٓئِکَةِ فَقَالَ اَنۡۢبِـُٔوۡنِیۡ بِاَسۡمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ (القرآن، سورہ البقرہ، آیت ۳۱) ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام (اشیاء کے) نام سکھائے پھر سب (اشیاء) کو ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا سچے ہو تو ان کے نام بتاؤ۔ (کنز الایمان) فرشتوں پر آدم علیہ السلام کی فضیلت کس وجہ سے ہوئی؟ یہاں اس بات کا بیان ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک خاص علم میں حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں پر فضیلت وعظمت عطا فرمائی اور یہ فضیلت فرشتوں کو بھی نہیں کیونکہ جو علم حضرت آدم علیہ السلام کو حاصل ہے فرشتے اس سے خالی ہیں۔ اللہ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام نام بتائے ان کی تمام اولادوں کے، سب جانوروں کے، زمین وآسمان، پہاڑ، تری، خشکی، گھوڑے، گدھے، برتن، چرند، پرند، فرشتے، چاند وغیرہ وغیرہ تمام چھوٹی بڑی چیزوں کا علم اللہ نے آدم علیہ السلام کو عطا فرمایا۔

جب بنی نوع انسان کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے علم جیسی نعمت سے سرفراز فرمایا تو ان کی اولاد انسانوں کو بغیر علم کیسے پسند فرمائے گا۔ آقائے دوعالم ﷺ پر جو پہلی وحی نازل فرمائی وہ علم حاصل کرنے کی تلقین کے ساتھ ہے۔ علم ایک ایسی طاقت (Power) ہے کہ اس کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ رب تبارک تعالیٰ نے جب نبی کریم ﷺ کو علم سکھایا، بتایا، عطا فرمایا تو ان کی امت کو علم جیسی انمول نعمت سے دور رہنا کیسے پسند فرمائے گا۔ احادیث میں بھی علم حاصل کرنے کی بے

شمار فضیلت ہے۔آگے احادیث آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

مختصر حال دنیا مطالعہ فرمائیں دنیا کی مختلف قوموں کی تاریخ اور ان کی علمی ترقی کو دیکھیں کس طرح مختلف علم سیکھ کر دنیا میں حکمرانی کررہے ہیں اور دنیا کو اپنی مٹھی میں کئے ہوئے ہیں۔

علم کی طاقت: جاپان کو دیکھئے کہ ایک چھوٹا سا چند جزیروں پر مشتمل ملک ہے لیکن اس کی ٹکنالوجی کی طاقت کا کمال ہے کہ پورے ورلڈ میں اس کی بنائی ہوئی چیزوں (Product) کی کتنی اہمیت ہے اور مانگ ہے۔آج جب کہ انتہائی مسابقت (Competition) کا دور ہے اسے دوسرے ممالک جیسے چین، کوریا، امریکہ کی چیزوں میں آج بھی لوگ جاپان کی مصنوعات کو پہلی پسند مانتے اور خریدتے ہیں۔ برطانیہ کو دیکھئے اگر مغرب میں امریکہ اور کناڈا تک اس نے حکومت کی ہے تو مشرق میں بہت سے ممالک میں اس کی حکومت رہی ہے۔ حالانکہ برطانیہ کا رقبہ بہت چھوٹا ہے۔ برطانیہ کے ایک طرف سے دوسری طرف کا فاصلہ چھ سو میل کے قریب ہے۔ یہ سب کس طاقت کا اثر تھا؟ یہ علم اور ٹکنالوجی کی طاقت کا نتیجہ تھا۔ ہمارے ملک میں برہمنوں کی تعداد پانچ فیصد ہی کے قریب ہے لیکن عملاً پورے ملک کا اقتدار ان ہی کے ہاتھوں میں ہے۔امریکہ جیسے ملک میں یہودیوں کی تعداد بھی تین فیصد کے اردگرد ہے لیکن ان کی علمی، سائنسی ٹکنالوجی کی طاقت سے پوری دنیا ان سے ڈری سہمی رہتی ہے ان کی دھاک بیٹھی ہوئی ہے۔ ذرائع ابلاغ جیسا طاقتور ہتھیار پوری طرح سے ان کے ہاتھوں میں ہے۔ بینکنگ کا نظام ان کی گرفت میں ہے۔کیا مجال کہ کوئی امریکی صدر یہودیوں پر کھل کر تنقید کرے۔اس کا جینا اور صدارت کے عہدہ پر رہنا ناممکن بنا دیتے ہیں۔ یہ سب علم کی طاقت کا نتیجہ ہے۔آج موبائل کا ہر شخص گرویدہ ہے اگر یہ کہا جائے کچھ ہی لوگوں کو چھوڑ کر بڑے چھوٹے تعلیم یافتہ شخص ہو یا غیر تعلیم یافتہ شخص ہو، امیر ہو غریب ہو وغیرہ وغیرہ۔ ہر طبقہ موبائل کا غلام بن گیا ہے تو شاید بیجا نہ ہوگا۔۵رفروری ۲۰۰۴ کو مارک زکر برگ (Mark Zuker Berg) ہاورڈ یونیورسٹی کے ایک باتونی لڑکے نے Facebook لانچ کیا بہت تیزی سے اس کی مقبولیت میں اضافہ ہونے لگا۔ ہندوستان میں بھی فیس بک ۲۰۰۷ میں لانچ ہوگیا۔اس کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر ہاورڈ یونیورسٹی نے اس کا استعمال امتحانی امور کی اطلاع کے لئے شروع کر دیا اور آج پوری دنیا کی یونیورسٹیوں، کالجوں، آفسوں میں اس کا استعمال ناگزیر ہوگیا ہے۔۱۹۸۴ میں نیویارک میں پیدا ہونے والے مارک زکر برگ کی زندگی سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کی لگن اور اس کی تعلیم اس کو کہاں تک پہنچا دیتی ہے اور اسی کو کہتے ہیں دنیا کو مٹھی میں کر لینا۔آج پوری دنیا سے نہ صرف اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا بلکہ دنیا کے ارب پتیوں (Billonaire) میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ یہ ہے علم کی طاقت۔

یہ چند دنیاوی مثالیں ہیں۔ کلام الٰہی و فرمودات مصطفوی ﷺ کے آگے اس کی کوئی وقعت ہی نہیں۔ساری دنیا کے لئے رشد وہدایت کے لئے نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید کی ابتدا ''اقراء'' پڑھو سے ہوئی اور آخر میں بتا دیا گیا کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ

وَرَضِيتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط (القرآن،سورہ مائدہ،آیت ۳) ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام دین کو پسند کیا۔(کنزالایمان) اس میں یہ بھی فرمان الٰہی ہے دین اسلام پسندیدہ مذہب ہے۔

ہمارے نبی آقا ﷺ بھی علم وحکمت سکھانے والے نبی ہیں تو پھر اسلام پر چلنے والے مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ علم کی جستجو میں جی جان سے لگ جائیں علم حاصل کریں۔آقا ﷺ کا فرمان ہے طلب العلم فریضة علی کل مسلم ۔(ابن ماجہ، مشکوٰۃ صفحہ ۳۴) علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد (عورت) پر فرض ہے۔ یہ بھی بتایا گیا کہ علم اسلام کی زندگی اور دین کا کھمبا (Piller) ہے اَلْعِلْمُ حَيَاةُ الْاِسْلَامِ وَعِمَادُ الدِّيْنِ۔ علم اسلام کی زندگی اور دین کا کھمبا ہے ۔(کنزالعمال، جلد اول، صفحہ ۷۶) وغیرہ وغیرہ۔ پھر یہ قوم علم سے اتنی دور اور محروم کیوں؟ وجوہات بہت سی ہیں پر وجوہات ور کاوٹوں سے لڑ کر ہم کو علم حاصل کرنے کی سعی میں دن رات ایک کرنا ہوگا تبھی ہم دوسری قوموں کے مقابلے میں کامیابی حاصل کر سکیں گے۔علم آسانی سے حاصل نہیں ہوتا۔حضرت عبداللہ بن یحییٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے فرمایا: علم جسم کے آرام کے ساتھ حاصل نہیں ہوسکتا۔(مسلم حدیث نمبر ۱۲۹۰) کڑی محنت لگن سے علم حاصل ہوتا ہے اور جب علم حاصل ہوجاتا ہے تو علم حاصل کرنے پر روزی کا ذمہ رب تبارک تعالیٰ لے لیتا ہے۔مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ تَكَفَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِرِزْقِهٖ۔جس نے علم حاصل کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی روزی کو اپنے ذمۂ کرم پر لے لیا۔(کنزالعمال جلد ۱۰، ۷۹)۔

اللہ کو طاقتور مومن پسند ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طاقتور مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کمزور مومن سے بہتر ہے۔(سنن ابن ماجہ، حدیث ۷۹،مسلم حدیث نمبر ۲۶۶۴، سنن نسائی ۶۲۵، مسند احمد حدیث ۳۷ وغیرہ) مسلمانوں کو چاہئے علم حاصل کریں طاقتور مومن بنیں اور دنیا کو دین اسلام کی دعوت دیں۔الحمدللہ! خانقاہ مارہرہ سے عظیم المرتبت سجادگان حضور سید امین قاری دامت برکاتہ اور حضور سید نجیب حیدر نوری صاحب قبلہ کے زیر سایہ البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی، علی گڑھ و مارہرہ شریف میں علما کا تربیتی وترغیبی کورس صحافت وخطابت پر چل رہا ہے۔ بہت خوشی ہے ان شاء اللہ اس کے بہت اچھے نتائج سامنے آئیں گے طلبہ کرام محنت وایمانداری سے علم سیکھیں اور موجودہ زمانے کی سب سے طاقتور مانے جانے والی طاقت میڈیا پر بھی اپنی پکڑ مضبوط کریں۔یہ بہت بڑی دنیا ہے پر جتنا ممکن ہو وہی کریں نہیں ہونے سے کچھ ہونا بہتر ہے۔ ہزار قدم چلنے والا بھی پہلے قدم کو آگے بڑھا کر ہی ہزار قدم پر پہنچتا ہے۔ گزشتہ چند سالوں سے مضمون نویسی کا فن تیزی پکڑ رہا ہے۔ آپ بھی اپنی بات، اپنا عقیدہ لوگوں کے سامنے پیش کریں آپ جب بھی قلم اٹھائیں تو ذہن میں رکھیں کہ آپ کی لکھی گئی تحریر دوسروں تک جائے گی اور لوگوں کے ذہنوں پر گہرا اثر ڈالے گی اپنی تحریر کو حوالہ جات سے مزین رکھیں۔قرآن کلامِ الٰہی ہے دلوں کو مسخر کرتا ہے۔اس کا حوالہ حدیث پاک، صحابہ، بزرگان دین کی سیرت سے بھی پیش کریں۔طویل مضامین

فقہاء کی نظر میں مغرب وعشاء کا درمیانی وقفہ

مولانا پیرزادہ جاوید اقبال (ڈنگی وچھ، رفیع آباد، بارہمولہ)

سے پرہیز کریں۔ بقیہ ص 40 پر........)

علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا: علومِ اسلامیہ میں سے فقہ سب سے زیادہ مشکل ہے اور میں ہر علم میں اپنی رائے رکھتا ہوں سوائے فقہ کے کہ اس کے اجتہادی مسائل میں تفقہ کرنا میری استطاعت وقدرت سے باہر ہے۔ اور شاہ عبدالعزیز صاحب اور علامہ شامیؒ معاصر ہیں لیکن تفقہ میں عبدالعزیز صاحب بڑھے ہوئے ہیں۔ (ملفوظات)

لہٰذا فقہائے کرام کی معتبر کتابوں سے دریافت کریں کہ عشاء اور مغرب کا درمیانی فاصلہ کتنا رہنا چاہیے اور عشاء کا وقت شفق کے غائب ہونے کے بعد شروع ہوجاتا ہے۔ شفق اس سُرخی یا سفیدی کو کہتے ہیں جو مغرب کی طرف آسمان کے کنارے پر سورج غروب ہونے کے بعد رہتی ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک شفق سفیدی کو کہتے ہیں اور امام ابو یوسف اور امام احمد علیہما الرحمہ کے نزدیک شفق سے مراد سُرخی ہے۔ مغرب کے بعد سرخی ایک گھنٹہ کے بعد ختم ہوجاتی ہے اور سفیدی ڈیڑھ گھنٹہ بعد ختم ہوجاتی ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ فتویٰ سرخی کے ختم ہونے پر ہے یا سفیدی کے ختم ہونے پر؟

سب سے پہلے اردو جاننے والے حضرات کے لئے مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کی کتاب 'بہشتی زیور' کا حوالہ دیتے ہیں، کیوں کہ ان کی بات رد کرنے والوں کے لئے رد کرنی نہایت مشکل ہے۔ لکھتے ہیں:

۱ ”جب سورج ڈوب گیا تو مغرب کا وقت شروع ہوا، پھر جب پچھم کی طرف سے آسمان کے کنارے پر سرخی جاتی رہے تو عشاء کا وقت شروع ہوگیا۔“ (بہشتی زیور ص 66/2، نماز کے وقتوں کے بارے میں)

۲ عالمگیری کتاب الصلوٰۃ کی عبارت یوں ہے، اور وہاں بھی سُرخی پر فتویٰ ہے یعنی ایک گھنٹہ پر:

”سورج کے غائب ہونے کے بعد سے شفق کے غائب ہونے تک رہتا ہے۔ امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ کے نزدیک شفق سرخی کو کہتے ہیں اور اسی پر فتویٰ ہے۔“ کیوں کہ ان حضرات کی مستدل یہ حدیث ہے جو نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے الشفق الحمرۃ یعنی شفق سرخی کو کہتے ہیں۔

۳ کنز الدقائق صفحہ نمبر ۱۹ پر یوں لکھا ہے اور ہدایہ کتاب الصلوٰۃ ج ا ص ۶۶ پر:

والمغرب ای مِن غروب الشمس الیٰ غروب الشفق و ھو البیاض الذی بعد الحمرۃ و قالا ھو الحمرۃ و بہٖ یُفتیٰ یعنی مغرب کا وقت غروب شفق تک رہتا ہے اور وہ سفیدی ہے۔ مگر دو اماموں امام محمد امام ابو یوسف رحمہم اللہ کے نزدیک وہ سرخی ہوتی ہے اور اِسی (سرخی) پر فتویٰ ہے، اور حاشیہ میں لکھا ہے: وھی روایۃ عن ابع حنیفۃ و علیھا الفتویٰ۔ یعنی ایک روایت امام اعظمؒ کی سرخی پر ہی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

۴ شرح وقایہ کتاب الصلوٰۃ میں ہے: والمغرب مِنہ الیٰ مغیب الشفق و ھو الحمرۃ عندھما و بہ یُفتیٰ و عند ابی حنیفۃ الشفق ھو البیاض۔ مغرب کا وقت شفق کے غائب ہونے تک رہتا ہے اور وہ سرخی ہے۔ دو اماموں کے نزدیک اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (دُرمختار، کتاب الصلوٰۃ، ص ۳۵)

و وقت المغرب منہ اِلیٰ غروب الشفق و ھو

الحمرۃ و بہٖ تُفتیٰ یعنی مغرب کا وقت شفق کے غروب ہونے تک رہتا ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ ''العرف شذی'' کتاب الصلوٰۃ میں لکھتے ہیں:

قولہ شفق ذھب الجمھور الیٰ ان الشفق ھو الاحمر یعنی جمہور علماء کے نزدیک شفق سے مراد سرخی ہے۔

نور الایضاح شرح مولانا ذولفقار علی دیوبندی لکھتے ہیں:

والمغرب منه اِلی غروب الشفق الاحمر علی المفتیٰ به اسی کے تحت مولانا موصوف کی عبارت یوں ہے:

اِختلفوا فی تفسیر الشفق فقالا الشفق ھو الحُمرۃ و الیه یُرویٰ رجوع ابی حنیفة یعنی مغرب کا وقت سرخی ختم ہونے تک رہتا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور فرمایا: شفق کے بارے میں جو اختلاف ہے، دو اماموں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک شفق سرخی کو کہتے ہیں اور اسی کی طرف بعد میں امام اعظمؒ نے بھی رجوع کیا۔

ماہنامہ الاعتقاد اکتوبر 1982ء میں علامہ سید محمد قاسم شاہ بخاریؒ نے باب المسائل میں ایک گھنٹہ پر فتویٰ دیا۔

مولانا عبدالحی لکھنوی نے اپنے رسالہ جو نماز کے متعلق ہے اس میں وہ حدیث مبارک درج کرتے ہیں جو صحاح ستہ کی کتابوں میں بھی درج ہے کہ آن حضور ﷺ نے فرمایا: جبرئیل ل نے معراج کے سفر سے آنے کے بعد مجھے نمازوں میں امامت کی تاکہ نمازوں کے اوقات کی تعلیم دیں وہ مکمل حدیث میں یہاں درج نہیں کرتا ہوں، وہ آپ ترمذی اور ابوداؤد میں دیکھ سکتے ہیں۔ البتہ عشاء کے شروع وقت کے لئے یہاں مختصراً تحریر کرتا ہوں ۔فرمایا آپ ﷺ نے: پھر جبرئیل علیہ السلام نے میری امامت نماز عشاء کے لئے اس وقت کی جب شفق سُرخی ختم ہوئی (ثم صلی العشاء الآخرۃ حین غاب الشفق الاحمر)۔ جب دوسرے دن جبرئیل علیہ السلام نے نماز عشاء پڑھائی اُس وقت پڑھائی جب رات کا تیسرا حصہ ختم ہو چکا تھا، پھر فرمایا: ھذا قت الانبیاء من قبلک والوقت فی ما بین ھذین الوقتین۔

بدائع منظوم ص ۲۵ میں ہے:

بعد ازاں تا غروب گشت شفق
وقت مغرب بود بمذہب حق

یعنی شفق ڈوبنے تک صحیح مذہب کے مطابق مغرب کا وقت رہتا ہے۔ پھر اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ قولہ شفق ای شفق سرخ یعنی کون سی شفق وہ سرخی ہے۔ اور مذہب حق قول کے متعلق لکھتے ہیں: ای صاحبین وہ ہر سہ امام و امام اعظمؒ نیز ہمیں قول رجوع فرمودہ۔ در ۱۲۔ یعنی مذہب حق سے مراد تین امام؛ امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اور صاحبین امام ابو یوسفؒ اور امام محمد شیبانیؒ اور امام اعظمؒ نے بھی پھر اسی قول کی طرف رجوع فرمایا۔ آج سے بارہ سال قبل اسی کتاب کو مولوی مظفر حسین قاسمی ، استاد دارالعلوم سوپور نے 24/04/1429 ھجری میں دوبارہ شایع (Republish) کرائی اور اس کتاب کی تعریف دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ ہم نے اس کتاب کو اپنے مدارس میں شامل کرلیا کیوں کہ اس کے مسائل نہایت ہی بہترین انداز میں درج ہیں ۔ پھر لکھتے ہیں میں فضل حق بروے وہر اسلافش برکاتِ خدا در اخلافش مگر بدقسمتی سے اس

کتاب کا صحیح مطالعہ نہیں کیا یا تجاہل عارفانہ سے کام لیا ہوگا۔

الحل الفروری شرح قدوری ص ۱۷ کتاب الصلوٰۃ میں شفق کے متعلق ہے کہ وہ سرخی ہے۔عبارت یوں ہے **قوله و هو الحمره و قال الثلاثة، و هو قول عبد الله بن عمر و شدا بن اوس و عباده بن صامت رضى الله عنهم و هى رواية عن ابى حنيفةؒ و عليه الفتوىٰ كذا فى كنزا لدقائق۔**

''یعنی شفق سے مراد سرخی ہے اور تین اماموں امام مالک وامام شافعی وامام احمد بن حنبل کے نزدیک بھی سرخی ہے اور یہی قول حضرت عبداللہ بن عمر اور شداد بن اوس اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہم صحابیوں کا قول ہے اور یہ روایت حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بھی منقول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اِسی طرح کنزالدقائق میں بھی لکھا ہے۔''

اس کے علاوہ احقر کے پاس اپنے استادمحترم مرحوم مولانا مفتی محمد امین صاحب کلاروس کپوارہ کا بھی فتویٰ تحریراً درج ہے جس میں انہوں نے صرف ایک گھنٹہ مغرب اور عشاء کے درمیان وقفہ کا فتویٰ دیا۔مزید یہ بھی لکھا اگر خوف ہراس و دہشت ہو اور لوگ باجماعت نماز عشاء ادا کرنے میں خطرہ محسوس کرتے ہوں تو اگر قبل از وقت پانچ دس منٹ نماز عشاء باجماعت ادا کی جاسکتی ہو جائز ہے۔

مفتی اعظم جموں وکشمیر مفتی محمد بشیر الدین صاحب سرینگر نے بھی اوقات نماز پنجگانہ مرتب کیا ہے اس میں بھی انہوں نے عشاء اور مغرب کا درمیانی وقفہ ایک گھنٹہ رکھا ہے۔ عبارت یوں درج ہے: ''صاحبینؒ کے نزدیک سرخی غائب ہو جانے کے بعد مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے جو ایک گھنٹہ کے بعد ختم ہوتی ہے اور صاحبینؒ کے قول پر ہی فتویٰ ہے۔''

تو پتہ چلا کہ ہمارے اسلاف جو ایک گھنٹہ کا وقفہ رکھتے تھے حق بجانب تھے۔حتیٰ کہ مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھی فتاوی رشیدیہ میں لکھا ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی نے صاحبینؒ کے قول پر فتویٰ دیا ہے یعنی ایک گھنٹہ کا وقفہ۔

لہٰذا سلف صالحین منصب اِفتاء کے سلسلے میں بڑا اہتمام کیا کرتے تھے اور ان میں اس منصب پر وہی فائز ہونے کی ہمت کرتا جو علوم دینیہ میں ہر طرح باکمال ہوں۔ابن خلدون نے مقدمہ ابن خلدون میں لکھا ہے جو شخص مفتی بننے کا اہل نہ ہو اور یہ کام انجام دے رہا ہو تو حکومت کو چاہیے کہ سختی سے اس کو اس منصب سے الگ کردے؛ **لا نها من مصالح المسلمين فى اديانهم لذٰلک من ليس لهٗ باهل فيضل الناس۔** ورنہ یہ لوگوں کو گمراہی پر ڈال دیں گے۔امام طحطاوی نے بھی بحوالہ عالمگیری لکھا ہے کہ گورنر کا فرض ہے کہ فتویٰ دینے کے لئے لائق ترین افراد کو تلاش کرے اور نااہلوں کو باز رکھے۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ جو ہمیشہ اپنا نام انور شاہ لکھا کرتے تھے، کبھی بھی اپنے نام کے ساتھ محدّث یا مولانا نہیں لکھتے تھے، کیونکہ جو سورج کی طرح روشن ہو اس کو اپنے نام کے ساتھ القاب کی کیا ضرورت تھی۔اپنے وقت کے متبحر اور علم کے پہاڑ تھے، انہوں نے بھی فقہ کے بارے میں مقلد ہونے کا دعویٰ کیا۔فرمایا: وانی مُقلد محض فی الفقہ اور اپنی رائے کا اظہار نہیں فرمایا تو ہم جیسے ابجد خواں کس طرح اپنی رائے ایسے مسائل میں قائم کر سکتے ہیں۔جن جن علمائے ربانین کی کتابوں کا

حوالہ دیا گیا۔ اسلامی دنیا میں ان کا مقام اہلِ علم سے مخفی نہیں اور علمائے اسلاف کے مقابلہ میں آج کے علماء نہ ہونے کے برابر ہیں کوئی مفتی علامہ سید قاسم شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے وقت میں ایسے فتاویٰ دینے کی جسارت اس لئے نہیں کرتا تھا کیوں کہ وہ ان کو ٹوک سکتے تھے اب چوں کہ بمطابق حدیث پاک کہ ’’آخر زمانے میں علم کم اور جہالت زیادہ ہوگی اور فقہاء کے مقابلہ میں قاری زیادہ ہوں گے۔‘‘ لہٰذا ان کی کوئی گرفت کرنے والا نہیں ہے اور مشہور مقولہ ہے کہ When the cat is away mice then play۔

اس کے علاوہ بہت سے ایسے مسائل ہیں جن میں امام اعظمؒ نے امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کی طرف رجوع کیا ہے۔ اسی طرح اگر اقوال ائمہ مختلف ہوں کہ ان کے پیچھے مختلف فقہی اصطلاحات ہوتے ہیں ۔ مثلاً ہر مسئلہ کے آخر پر یہ لکھا جاتا ہے: **هو الصحيح يا هو الأصح کسی جگہ عليه الفتوى يا و به يُفتىٰ يا کسی جگہ به ناخذ يا عليه الاعتماد، عليه عمل اليوم، عليه الامة عمل الا هو الأظهر باهوا الاشبه، هو الأوجه، هو المختار يا يه جوى العرف يا هوا لمتعارف يا يه اخذعلمائنا۔**

............ان الفاظ میں کچھ ایسے الفاظ ہیں جنہیں دوسرے الفاظ پر فوقیت حاصل ہے۔ جب تک یہ فقہی اصطلاحات سمجھ میں نہ آئیں تب تک مسائل کے سمجھنے میں غلط فہمی کا شکار ہو سکتے ہیں۔

ھٰذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆

بقیہ: درسِ حدیث

سرداد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لاالٰہ است حسین رضی اللہ عنہ

امام حسین رضی اللہ عنہ نے ساداتِ کرام کو اپنے عمل سے بتایا کہ ربّانی قرب و مرتبہ سجادوں پر بیٹھ کر حاصل نہیں ہوتا بلکہ ربّانی قرب حاصل کرنے کے لئے اپنا ننگ و ناموس قربان کرنا پڑتا ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے تمام مسلمانوں کو عموماً اور ساداتِ عظام کو خصوصاً اپنے عمل، زہد، ایثار، قربانی، دینی جذبہ اور خدمت سے ہی نہیں بلکہ وقت کے جباروں اور سرکشوں کا مقابلہ کر کے تنبیہ کی کہ حقیقی سید اور حقیقی مسلمان کے لئے جان کی قربانی دینا آسان ہے مگر دین کے خلاف، اسلام کے خلاف اور سنت کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کی جاسکتی۔☆☆

بقیہ: شہزادۂ کونینؓ

مسلم لوگوں جس میں مرد و زن معصوم بچوں کو تہہ تیغ کر کے ملک بدر کر کے درندگی کا ثبوت دیا اور اقوام متحدہ جنرل اسمبلی میں کسی کا احتجاج بھی نہ کیا گیا۔ عالم اسلام کے مسلمانوں کی زبان پر مہر سکوت پڑ گیا ہے سوائے ملک ترکستان نے صدائے احتجاج بلند کیا۔ عالم اسلام کے مسلمانوں کو اب بھی شہید کربلا رضی اللہ عنہ یہ پیغام دیتے ہیں کہ ظلم کے خلاف بغاوت کر کے مظلوموں کا ہاتھ تھام کر عزت کی زندگی سے اس ناپائیدار میں آزادی کے ساتھ سانس لینے کی اجازت دیں ورنہ خدائی دربار میں دیر ہے اندھیر نہیں۔

نماند ستمگار بد روزگار　　بماند بر اُو لعنت پایدار

ترتیب: سید آصف رضا

پیر غلام احمد شاہ؛ شیری بارہمولہ (م: 1984ء)

انجمن تبلیغ الاسلام جموں و کشمیر کی تاسیس **1931**ء میں وادی کے مشہور و معروف مشائخ و علماء کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی۔ **مرحوم مولانا میر سید محمد گیلانی** رحمۃ اللہ علیہ انجمن کے اوّلین صدر (**مولانا محمد سعید مسعودی** نائب صدر، **پیر محمد رفیق** جنرل سیکریٹری اور **میر سید محمد فاضل قادری منطقی** مشیر اعلیٰ) منتخب ہوئے۔ **1938**ء میں **حضرت مولانا میر سید محمد فاضل قادری منطقی صاحب** رحمۃ اللہ علیہ اور **1950**ء میں **حضرت مولانا پیرزادہ بدرالدین صاحب** رحمۃ اللہ علیہ انجمن کی صدارت کے لئے منتخب ہوئے۔ **1960**ء میں سرپرست انجمن **فقیر ملّت حضرت سید میرک شاہ صاحب کاشانی** رحمۃ اللہ علیہ (1895ء/1971ء) نے **انجمن** کی صدارت کی ذمہ داری **امیر شریعت حضرت علامہ سید محمد قاسم شاہ بخاری** رحمۃ اللہ علیہ (1910ء/2000ء) کو تفویض فرمائی۔ تاریخ گواہ ہے کہ صدورِ اَربعہ نے اس ذمہ داری کو بخوبی نبھایا، "**حنفی مسلک، صوفی مشرب**" کو بطورِ مشن اپنایا اور عقائدِ اہلِ سنت والجماعت کی تشریح و تبلیغ کیلئے انتہائی کوششیں کی۔ انجمن کے ان صدورِ اربعہ کو اس مشن میں مخلص ساتھی بھی ملے؛ جنہوں نے ہر قدم پر ان کا ساتھ دیا، مشکل گھڑیوں میں اپنی وفاداری نبھائی، ان کی ہر آواز پر لبیک کہا اور قدمے، سخنے، دِرہمے غرض ہر طریقے سے مدد و تعاون دیا۔ **اس کالم میں انہی مخلص اراکین و علماء کی مختصر حالاتِ زندگی اور انجمن کے ساتھ ان کے تعلق کو اُجاگر کیا جائے گا، جو ہماری طرف سے اُن کو خراج عقیدت بھی ہوگا اور ساتھ ہی نسلِ نَو بھی اپنے شاندار ماضی سے آگاہ ہوگی، اِن شاءاللہ۔ (معاون مدیر)**

پیر غلام محمد شاہ کے والد محترم کا اسم گرامی مرحوم پیر مختہ شاہ تھا جو ڈنگی وچھہ رفیع آباد سے ترکِ سکونت کرکے لاسی پورہ، درنگ (موجودہ تحصیل کھاگ کا ایک گاؤں) میں رہائش پذیر ہوئے اور وفات کے بعد انہیں سُتہِ ہَرن میں حضرت شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے سایہ میں دفن کیا گیا۔ پیر غلام احمد شاہ درنگ سے ترکِ سکونت کرکے شیری بارہمولہ میں آباد ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے پائی تھی۔ آپ کے فرزند ارجمند جناب پیر محمد یحییٰ صاحب کے مطابق آپ پندرہ سال کی عمر میں بڈگام کے کسی دیہات کے بزرگ سے بیعت ہوئے تھے۔ بزرگ کی وفات کے بعد تلاشِ مرشد میں ڈورس لال پورہ لولاب تک جا پہنچے۔ یہاں آپ کو اپنی منزل مقصود مل گئی اور مرشد سے ملاقی ہوئے جن کا اسم گرامی حضرت پیر محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ انہوں نے بیعت سے نوازا۔ (اس بات کی تصدیق امیر شریعت حضرت علامہ سید محمد قاسم شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمائی ہے۔) مرشد کی وفات کے بعد اُن کے فرزند ارجمند جناب پیر سیف الدین نقشبندی علیہ الرحمہ نے روحانی تربیت سے سرفراز فرمایا۔

پیر محمد یحییٰ شاہ صاحب کے مطابق ان کے والد محترم نے ان کی ہمیشہ حوصلہ افزائی فرمائی اور انجمن کے مشن کو پھیلانے میں ہمیشہ ساتھ دیتے رہے۔

پیر صاحب کا پیری مریدی کا سلسلہ کافی وسیع تھا اور بندگانِ خدا کی روحانی تربیت فرماتے رہے۔

1984ء میں آپ کا انتقال ہوا۔

نوٹ: اس مختصر خاکہ کے لئے پیر صاحب مرحوم کے فرزند جناب پیر محمد یحییٰ شاہ صاحب (صدر زون شیری بارہمولہ) نے موادفراہم کیا جس کے لئے ادارہ اُن کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

عصرِ حاضر میں تعلیماتِ صوفیہ کی ضرورت واہمیت

ترتیب: سید آصف رضا

(آج دُنیا میں سوشل میڈیا بہت وسیع، طاقت ور اور عالمی اثرات کا حامل پلیٹ فارم بن چکا ہے۔ اس وقت صرف فیس بُک (Facebook) پر دنیا کے ڈیڑھ عرب کے قریب لوگ موجود ہیں جن کا تعلق سماج کے ہر طبقے کے ساتھ ہے۔ لوگ بہت آزادی کے ساتھ ہر سنجیدہ مسئلے پر بات کرتے ہیں۔ سوشل کے ذریعے کوئی بھی خبر پَل بھر میں دُنیا کے کونے کونے میں پہنچ جاتی ہے۔ اسی طرح وَٹس ایپ (WhatsApp) بھی سوشل میڈیا کا ایک حصّہ ہے جس کے ذریعے پیغامات کی ترسیل کے ساتھ ساتھ روزمرہ کے مسائل پر گفتگو بھی ہوتی ہے۔ سوشل میڈیا کی اسی اہمیت کے پیش نظر ہم نے یہ کالم "**الاعتقاد محفل**" شروع کیا ہے۔ ہر ماہ سوشل میڈیا (WhatsApp & Facebook) کے ذریعہ قارئین سے کسی موضوع کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ سوال پر اختصار کے ساتھ جو بھی آرا آئے گی اس کو اس کالم میں شائع کیا جائے گا۔ تا کہ ہمارے وہ قارئین بھی اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں جو مستقل مضامین یا مراسلے نہیں لکھ سکتے۔

ای میل آئی ڈیز، فیس بُک پیجز اور فون نمبرات صفحہ نمبر 1 پر ملاحظہ فرمائیں۔.......... ادارہ)

☆☆☆☆☆

سفدر رالغزالی سفدر؛ مُدرگام، کولگام

وادیٔ تخیل میں ہلکا سا غوطہ لگاتا ہوں تو کچھ معنی دار الفاظ دانا بزرگ کی طرح میری انگلیاں پکڑے مجھے اس پیشنگوئی کا ادراک کراتے ہیں جس کی طرف دانائے راز ڈاکٹر سر محمد اقبال علیہ الرحمہ نے کیا خوب اشارہ فرمایا تھا۔

رہ گئی رسم اذان روحِ بلالیؓ نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالیؒ نہ رہی

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے جب پوچھا گیا کہ تصوف کیا ہے؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً یہ الفاظ دہرائے تھے کہ: "تصوف دو خصلتوں کا نام ہے؛ پہلی یہ کہ بندہ اللہ کا وفادار ہو یعنی شریعت پر عمل کرتا ہو اور دوسری یہ کہ اللہ کی مخلوق سے ہمدردی و بھلائی کرنے والا ہو۔

جس میں شریعت پر ثابت قدمی اور انسانیت کی فلاح کی خوبیاں موجود ہوں وہ "صوفی" ہے۔ اور اللہ سے وفاداری یہ ہے کہ اپنی خوشی کو اللہ عزّوجلّ کی خاطر قربان کر دے اور لوگوں سے بھلائی یہ کہ لوگوں سے صرف اپنی غرض کی خاطر تعلقات نہ رکھے بلکہ اپنے آپ کو لوگوں کی بھلائی کے لئے وقف کر دے بشرطیکہ یہ بھلائی شریعت کے مطابق ہو۔ اسی طرف علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ "اسلام کا دین فطرت کے طور پر ادراک کرنے کا نام تصوف ہے اور ایک اخلاص مند مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ اس کیفیت کو اپنے اندر پیدا کرے...."

سطورِ بالا سے قطع نظر اگر دورِ حاضر میں عالمی سطح پر انسان اور انسانیت کو درپیش مشکلات و معاملات کا باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو اعتراف کرنا پڑے گا کہ روئے زمین پر رہنے والے انسان نے تا ایں دم کسی بھی دور میں تعلیمات صوفیہ کی اس قدر ضرورت محسوس نہیں کی ہوگی جتنی اہمیت و ضرورت دورِ حاضر میں کی جاتی ہے۔ لیکن شومئی قسمت! اس بات کو المیہ قرار دیا جائے یا پھر مقاصد و مطالب کی خیانت کہا جائے، کہ جس قدر دورِ حاضر میں تصوف اور تعلیماتِ تصوف کے نام پر نام نہاد

خود پسند اور خائن لوگوں نے عوام اور حصولِ معرفتِ الٰہی کی پُر خلوص تڑپ رکھنے والے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کر کے شریعت اور احکام شریعت سے دور کر دیا ہے، تواریخ میں ایسی شرمناک مثالیں نظر نہیں آئے گی۔ میرے خیال میں تعلیمات تصوف کو عام کرنے کے ساتھ ساتھ اولین فرصت میں رفقائے تنظیم اور وابستگانِ تحریک کا مقصد عوام میں تصوف سے متعلق پیدا شدہ اعتراضات کا معقول سدِ باب اور بالخصوص غلط فہمیوں کا ازالہ ہونا چاہیے ورنہ ذی شعور اور ذی حس لوگوں کا اس حقیقت پر راسخ اعتقاد ہے کہ ساری دنیا آج کل جس امن و اخوت، اتحاد وا یکتا اور مودّت و محبت کی پیاس اور تشنگی کو محسوس کرتی ہے وہ معرفت، محبت، امن، آشتی اور چین وسکون کا دریائے بیکراں دامنِ صوفیا سے ہی پھوٹتا ہے۔ الغرض آج کے دور میں تعلیمات صوفیہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بہ آسانی لگایا جاسکتا ہے کہ عصر حاضر کی سب سے حیرت انگیز دریافت وہ ''انسان'' ہو گا جس کی تلاش گزشتہ چار پانچ صدیوں سے دنیا کر رہی ہے اور جو ''انسان'' خدا، رسول خدا ﷺ اور قرآن کا مطلوب و مقصود ہے۔ قابلِ توجہ بات ہ ہوگی کہ اس دریافت کی شاہ کلید.........تعلیمات صوفیہ ہی ہیں۔

مجتبیٰ فاروق؛ کانہامہ ماگام

اسلامی تصوف روحانی اور باطنی کیفیات اور روحانی اقدار واطوار کا ہی مجموعہ ہی نہیں ہے۔ یہ فکری، عملی، معاشرتی اور تہذیبی وعمرانی تمام جہتوں میں اخلاص کا رنگ دیکھنا چاہتا ہے۔ تصوف کے دو پہلو ہیں ایک مثبت اور دوسرا منفی۔ مثبت پہلو یہ ہے کہ اس کی تائید قرآن وحدیث سے ہوتی ہے جیسے تزکیہ نفس، تقویٰ، احسان، مکارم اخلاق، زہد اور رقاق کی تعلیمات وغیرہ وغیرہ۔ ان پہلوؤں کو ابھارنے کی ضرورت ہے۔ دور حاضر میں نت نئے ذہنی وقلبی مسائل نے جنم لیا ہے اور مادہ پرستی ہماری فکر وتہذیب پر غالب ہوچکی ہے، ان حالات تصوف کے ان مثبت پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی بے حد ضرورت ہے۔ تصوف کے دوسرے پہلو حلول واتحاد اور وحدت الوجود جیسے نظریات و تصورات ہیں جن کی تائید قرآن وحدیث سے نہیں ہوتی۔ ....لہٰذا تصوف کے مثبت پہلوؤں پر توجہ دینے کی ضرورت ہے اور منفی پہلوؤں کو اختیار کرنے سے گریز کیا جائے۔

سیدہ افشاں انجم؛ دھرمنہ بڈگام

ہماری ریاست کشمیر میں اسلام کا تعارف کسی جنگی فتح یا کسی فوجی طاقت، کسی سیاست یا دولت کی زور پر نہیں ہوا بلکہ صوفیاء کرام کی اسلامی تعلیمات اور طریقے سے ہوا جو کہ صرف توحید اور رسالت پر بنی ہے۔ صوفیاء کرام نے دین کو پھیلانے کے لئے امن، محبت، خلوص، سچائی اور جسمانی پاکیزگی کے ساتھ روحانی پاکیزگی کا طریقہ اپنایا جس سے لوگ متاثر ہو کر خود بہ خود دینِ اسلام کو اپناتے اور اس طرح خطۂ کشمیر کا گوشہ گوشہ دینِ اسلام کی روشنی سے منور ہو گیا جس کی مثال ہمیں حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے فردِ واحد کی حیثیت سے سامنے ہے جنہوں نے اپنے علمی اور روحانی کمالات سے یہاں پر شرک وکفر کے اندھیروں میں توحید کی شمع جلائی۔

صوفیاء کرام کی زندگی ہی ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے کیوں کہ انہوں نے جو تعلیمات دی اُن پر پہلے خود عمل پیرا

ہوئے۔ موجودہ دور کی بات کریں تو آج مسلمانوں نے دنیاوی اعتبار سے بہت ترقی کی ہے۔ایک سے بڑھ کر ایک اسلامی ادارے موجود ہیں جہاں سینکڑوں مسلمان علم دین حاصل کر رہے ہیں، شاندار مسجدیں تعمیر ہو رہی ہیں۔ .... تشویش کی بات یہ ہے کہ اتنی ترقی کے باوجود بھی ہم بٹے ہوئے ہیں، حصولِ علم کے ذرایع ہونے کے باوجود ہم اخلاقی پستی کے شکار ہیں، اتنی تبلیغ کے باوجود ہمارے اعمال میں سدھار نہیں!!.....صوفیاء کرام کے دور میں یہ سب سہولیات نہیں تھیں۔لیکن اُن کی صحبت سے ہی دل بدل جاتے تھے۔

عصرِ حاضر میں اگر امتِ مسلمہ کو فتنوں سے محفوظ رہنا ہے تو صوفیاءِ کرام کی تعلیمات ہی مشعلِ راہ ہیں۔

سیدہ شائستہ بخاری؛ آروہ، بیروہ

اولیاءِ کاملین رحمہم اللہ جنہیں عرفِ عام میں صوفیاء کرام بھی کہتے ہیں کی تعلیمات ہر نسل کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔..... یہی وہ عظیم ہستیاں ہیں جنھوں نے ہماری وادی کشمیر میں دینِ اسلام کے بیج بوئے اور ہر قدم پر ہماری رہنمائی فرمائی۔ آج کے دور میں اخلاقی گراوٹ کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ جدید ذہنیت کے والدین اپنے بچوں کو نہ صرف تعلیمات صوفیاء سے دور رکھتے ہیں بلکہ ان کے تئیں نفرت پھیلانے سے بھی گریز نہیں کرتے۔آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے بچوں کو غوثِ پاک حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی صداقت کے قصے سنائیں جائیں، ہمارے اساتذہ اپنے شاگردوں کو سلطان کشمیر حضرت شیخ حمزہ مخدوم رضی اللہ عنہ اور شیخ الاسلام حضرت بابا داؤد خاکی رضی اللہ عنہ کے اُستاد و شاگرد کے رشتے یاد دلائیں اور علمدارِ کشمیر حضرت شیخ نورالدین نورانی رضی اللہ عنہ کی سادہ زندگی اور للہ عارفہ جیسی با کردار خواتین کی سیرت مطالعہ کرنے کو کہا جائے۔ کیونکہ یہی وہ عظیم شخصیات جنہوں نے اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا سکھایا ہے۔......ان کے نقشِ قدم پر چل کر ہی ہم اپنے اسلاف کرام کی طرح دُنیا اور آخرت میں اپنا مقام بنا سکیں گے۔ان شاءاللہ۔

سید گلزار؛ گامبورہ، بیروہ

دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ان نعمتوں میں علم ایک عظیم نعمت ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آدم کو فرشتوں پر فضیلت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (البقرہ:۳۱)۔....ایک کتابی علم ہوتا ہے اور ایک صحبتی علم۔ کتابی علم تو کاغذ کے صفحوں پر لکھا ہوا مل جائے گا جب کہ صحبت سے ملنے والا علم سینوں سے سینوں کو منتقل ہوتا رہتا ہے۔ دورِ حاضر کی رائج انسان میں عقل معاش پیدا کرتی ہے۔ عقلِ معاش دنیا کے نقطہ نظر کی عقل ہوتی ہے؛ یہ ہر چیز میں دنیاوی فائدہ تلاش کرے گی حتیٰ کہ اگر ان کے دین پیش کیا جائے گا تو یہ وہاں پر دنیاوی فائدہ ہی تلاش کریں گے۔ اخلاص کے ساتھ ایک پارہ بھی پڑھنے کو تیار نہیں ہوں گے جب کہ 'کاروبار کی ترقی' کے لئے گیارہ سو بار پڑھنے کو کہا جائے تو کوئی عذر مانع نہ ہوگا۔ .... تعلیمات صوفیہ سے انسان کے اندر عقل معاد پیدا ہوتی ہے؛ ایسی عقل جو ہر کام میں آخرت کا پہلو تلاش کرتی ہے۔ یہ آخرت کی کامیابی کو ہی اصل

کامیابی سمجھتے ہیں۔ یہ دنیاوی معاملات میں سے بھی آخرت کا پہلو نکالیں گے۔ یہ عقل معاد ہے!

ایک بزرگ جا رہے تھے۔ انہوں نے سنگترے بیچنے والے کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہا تھا: ''چنگے سنگترے، چنگے سنگترے''۔ان پر وجد طاری ہوگیا اور اللہ اونچی آواز سے کہنا لگا۔ جب کیفیت ٹھیک ہوگئی تو لوگوں نے پوچھا: حضرت کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا: آپ نے نہیں سُنا کہ سنگترے بیچنے والا کیا کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے کہا: وہ سنگترے بیچ رہا ہے اور ان کی تعریف کر رہا ہے۔ بزرگ نے فرمایا: نہیں وہ کہہ رہا ہے 'چنگے سنگترے' یعنی چنگیوں کے سنگ لگ گے وہ تر گے۔ سبحان اللہ! یہ عقال معاد ہے۔ غرض تعلیمات صوفیہ انسان کو دنیا طلبی کے بجائے دین طلبی اور آخرت طلبی سکھاتی ہے۔ دورِ حاضر میں اس کی اشد ضرورت ہے تاکہ انسان نفس پرست کے بجائے حق پرست بن جائے۔

سید عارف احمد قادری؛ ناربل، بڈگام

عصرِ حاضر میں تعلیمات صوفیہ کی ضرورت اور اہمیت اتنی ہی ہے جتنی ایک انسان کو زندہ رہنے کے لئے ہوا اور پانی کی ضرورت ہے۔ جس طرح ایک انسان ان ضروریات کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اسی طرح ایک مسلمان حقوق اللہ اور حقوق العباد پر تعلیماتِ صوفیہ کو جانے بغیر عمل پیرا نہیں ہوسکتا۔ صوفیاء کرام کی یہی تعلیمات ہیں کہ حقوق اللہ حقوق العباد کے امر کو عملانے والا بندہ نہ جنت کی خواہش، نہ جہنم کا خوف اور نہ نعم البدل کی توقع رکھے بلکہ صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضامندی کا طلبگار رہے۔

شمیم احمد ڈار؛ مودرگام، کولگام

آج سے لگ بھگ ایک ہزار سال پہلے حضرت داتا گنج علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کے موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام کشف المحجوب ہے۔ اس کتاب میں آپ نے لکھا ہے کہ اس زمانے میں تصوف کو لوگوں نے مذاق بنایا ہے۔ یہ اس زمانے کی بات جب کہ لوگوں کے اندر بڑی حد تک دیانت داری، امانت داری اور تقویٰ پایا جاتا تھا۔ آج کے زمانے میں ہم خود سمجھ سکتے ہیں کہ تصوف کے بارے میں لوگ کیوں بہت ساری غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں، کیوں حقیقی تصوف کہیں نظر نہیں آرہا ہے (الا ماشاء اللہ) ....حدیث میں تصوف کے لئے 'احسان' کا لفظ آیا ہے۔ احسان یہ ہے کہ بندہ اللہ کی عبادت اس حال میں کرے گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے اگر بندے کے اندر یہ حال پیدا نہ ہو تو بھی اس حال میں اپنے رب کی عبادت کرے کہ اللہ تو اسے دیکھ رہا ہے۔ تو گویا تصوف حال کا نام ہے نہ کہ قال کا۔ تصوف نام ہے حسن عمل، حسن اخلاق اور حسنِ نیت کا۔ ....تصوف کی اہمیت ہر زمانے میں رہی ہے۔ آج کے زمانے میں اس کی اور زیادہ ضرورت ہے۔ عصرِ حاضر میں مادیت اور ظاہر پرستی کی یلغار نے لوگوں کے اندر عبادت کی حقیقی روح کو پامال کیا ہے۔ تصوف انسان کے اندر عبادت کی حقیقی روح پر زور دیتا ہے۔ انسان کے اندر ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن کو زیادہ سنوارنے کی کوشش کرتا ہے۔ آج کے دور میں تصوف ہی 'حقیقی امن' سے انسانیت کو روشناس کرا سکتا ہے۔ ☆☆☆☆

تنظیمی و تبلیغی کاروائیاں

کھری بل مٹن میں محسنِ انسانیت ﷺ کانفرنس کا انعقاد

مورخہ 20/ اگست 2017ء ضلع اسلام کے مشہور و معروف نفل گاہ کھری بل مٹن میں ایک عظیم الشان محسنِ انسانیت ﷺ کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس کی پہلی نشست کی صدارت جناب مولانا غلام حسن اصغر صاحب (صدر انجمن ضلع اسلام آباد) نے فرمائی۔ جب کہ دوسری نشست کی صدارت صدر انجمن جموں و کشمیر مولانا سید فرید الرحمٰن بخاری صاحب نے فرمائی۔ کانفرنس کی قیادت خطیبِ ملّت مولانا مشتاق احمد خان صاحب نے فرمائی۔ کانفرنس میں اطراف و اکناف سے آئے اراکین انجمن کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں عشاقانِ رسول ﷺ نے شرکت کی۔ کانفرنس میں انجمن تبلیغ الاسلام سے وابستہ علماء کرام اور جموں سے آئے علماء نے اپنے نورانی اور عرفانی خطابات سے عامۃ الناس کے قلوب کو منور کیا۔ اس موقعہ پر جن علماء کرام نے اپنے خطابات سے نوازا اُن میں مولانا محمد سعید الدین قادری (صدر انجمن شمالی کشمیر)، مولانا محمد امین شاہ صاحب (نائب صدر زون نور آباد)، مولانا ظہور احمد بٹ صاحب (صدر زون پہلگام)، مولانا منظور احمد ڈار صاحب (نائب صدر کولگام)، مولانا گلزار احمد نائیکو صاحب (مہتمم دار لعلوم ہائے انجمن جنوبی کشمیر)، مولانا مفتی رفیق صاحب (جموں)، مولانا ڈاکٹر سمیر شفیع صدیقی صاحب اور مولانا اویس رضا قادری صاحب شامل ہیں۔

کانفرنس کے روحِ رواں جناب نذیر احمد خان صاحب نے کانفرنس میں شامل علماء اور سامعین کا شکریہ ادا کیا اور آئندہ بھی اسی طرح کی کانفرنسز منعقد کرنے کی یقین دہانی کروائی۔ اپنے خطبۂ استقبالیہ میں جنرل سکریٹری انجمن تبلیغ الاسلام جموں و کشمیر مولانا غلام احمد سہروردی صاحب نے کشمیر میں اسلام کی آمد سے لے آج تک کے دور ذکر کیا اور واضح فرمایا کہ انجمن تبلیغ الاسلام اُسی مشن کی آبیاری کر رہی ہے جو حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی علیہ الرحمہ ہمیں دے کر گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے تحریری خطبۂ استقبالیہ میں انجمن سے وابستہ علمائے کرام علی الخصوص امیر شریعت علامہ سید محمد قاسم شاہ بخاری علیہ الرحمہ کی تبلیغی اور علمی کام کی سراہا کی۔ کانفرنس میں دار العلوم حسنین کریمین سے فارغ حفاظِ کرام حافظ عمر نبی بٹ صاحب، حافظ بشارت احمد صاحب، حافظ شبیر احمد خان صاحب کی دستار بندی اور حافظہ نصرت جان صاحبہ کی ردا پوشی کی گئی۔ اپنے صدارتی خطاب میں صدر انجمن تبلیغ الاسلام جموں و کشمیر مولانا سید فرید الرحمٰن بخاری صاحب نے منتظمین جلسہ کا شکریہ ادا کیا۔ رقت آمیز دعا کے ساتھ کانفرنس اپنے اختتام کو پہنچی۔ کانفرنس میں ڈائس انچارج کے فرائض جناب مولانا شبیر احمد وانی صاحب نے انجام دیئے۔ کانفرنس میں میزبانی کے فرائض انجمن کے ضلع اسلام آباد کے کارکنان نے احسن طریقے سے انجام دیئے۔ ملحقہ علاقوں سے وابستہ رضا کاروں کا ربط وضبط دیدنی تھا جنہوں نے کافی جانفشانی کے ساتھ کانفرنس کے انتظامات انجام دیئے۔ اس موقعہ پر سامعین کے لئے طعام کا انتظام بھی رکھا گیا تھا۔

شیری بارہمولہ میں زون کی توسیع اور نئی زونل باڈی کی تشکیل

انجمن تبلیغ الاسلام زون شیری بارہمولہ کی توسیع کی گئی

ہے اور نئ زونل بارڈی کا قیام عمل لایا گیا ہے۔ نئ بارڈی اور اراکین کی تفصیل اس طرح سے ہے:

الحاج محمد سلطان میر صاحب؛ زنڈہ فرن (سرپرست)، پیر محمد یحییٰ شاہ صاحب؛ میرہرشیری (صدر زوٗن شیری)، مولوی غلام نبی ملک صاحب؛ گلستان [کھل] (نائب صدر)، جناب عبدالقدوس میر صاحب؛ گانٹہ مولہ بالا (نائب صدر)، پیرزادہ محمد سید شاہ صاحب؛ زوگیار (سکریٹری)، سید فیاض احمد بخاری صاحب؛ زنڈہ فرن (سکریٹری نشر و اشاعت)،

میرہرشیری: پیرزادہ عادل حسین شاہ صاحب، پیرزادہ معراج الدین شاہ صاحب، منظور احمد میر صاحب، محمد سلطان بٹ صاحب، غلام محمد چوپان صاحب، پیرزادہ مشتاق احمد قریشی صاحب، **شیری**: الحاج غلام احمد بٹ صاحب، ماسٹر محمد رمضان بٹ صاحب، محمد یوسف بابا صاحب، مولوی نذیر احمد بابا صاحب، ارشاد احمد بابا صاحب، غلام حسن لون صاحب، عبدل مجید لون صاحب، شبیر احمد ملہ صاحب، عبدالعزیز صاحب، **کچہامہ**: حاجی عبدالرحمٰن ملک صاحب، الحاج بشیر احمد شاہ صاحب، غلام محی الدین بٹ صاحب، الحاج عبدالرزاق میر صاحب، محمد الطاف پرے صاحب، ماسٹر غلام محمد پرے صاحب، **زنڈہ فرن**: غلام محمد میر صاحب، الحاج عبد الغفار وانی صاحب، ماسٹر ہلال احمد وانی صاحب، شوکت احمد شیخ صاحب، **زوگیار**: الحاج مولانا مشتاق احمد شاہ صاحب، ازھرالدین تانترے صاحب، **گانٹہ مولہ بالا**: انجینئر خورشید احمد میر صاحب، میر عبدالحمید صاحب، عبدالرحیم صاحب سراج، **گانٹہ مولہ پائین**: محمد منور پنڈت صاحب، الحاج محمد اکبر میر صاحب، **فتح گڈھ**: غلام محمد بٹ صاحب، غلام قادر لون صاحب، **ہیون**: پیرزادہ طاہر شاہ صاحب، پیرزادہ پرویز احمد صاحب، تجمل الاسلام شیخ صاحب، ماسٹر خورشید احمد صاحب، ماسٹر غلام محمد شیخ صاحب، **ملپورہ**: تنویر احمد قریشی صاحب، عبدالرحیم راتھر صاحب، **ڈانگر پورہ**: نذیر احمد صاحب، **خادنیار**: محمد مقبول ڈار صاحب۔

شیری بارہمولہ میں یک روزہ میلادالنبی ﷺ کانفرنس کا انعقاد

مورخہ ۲۴ر ستمبر ۲۰۱۷ء شیری بارہمولہ میں ایک عظیم الشان میلادالنبی ﷺ کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس کی صدارت صدر انجمن تبلیغ الاسلام جموں و کشمیر مولانا سید فریدالرحمٰن بخاری صاحب نے فرمائی۔ کانفرنس کی پہلی نشست مسجد شریف شیری بارہمولہ میں منعقد کی گئی جس میں مولود مسعود رسول اکرم ﷺ پڑھا گیا جس کی پیشوائی صدر انجمن شمالی کشمیر مولانا محمد سعید الدین قادری صاحب کی فرمائی۔ کانفرنس میں انجمن سے وابستہ علماء کرام نے اپنے نورانی خطابات سے سامعین کے قلوب کو منور فرمایا۔ جن علماءِ کرام میں کانفرنس میں خطاب کیا اُن میں مولانا محمد مظفر قادری صاحب (صدر انجمن ضلع بارہمولہ)، مولانا عطاء اللہ نورآبادی صاحب (سکریٹری زون نورآباد)، مولانا پیرزادہ جاوید اقبال صاحب (صدر زون ڈنگی وچھ)، مولانا علی اکبر صاحب (پرنسپل حنفی عربی کالج نورباغ) شامل ہیں۔ کانفرنس میں ایڈوکیٹ شاہد علی صاحب نے دفعہ 35A کے بارے میں جانکاری دیتے ہوئے فرمایا کہ اس دفعہ کو ہٹانے سے جموں و کشمیر کی مخصوص پوزیشن کو زک پہنچے گا۔ صدر انجمن تبلیغ الاسلام جموں و کشمیر مولانا سید فرید الرحمٰن بخاری

صاحب نے اپنے ولولہ انگیز اور فکر انگیز خطاب میں امتِ مسلمہ سے اپیل کی وہ اس نازک مرحلے پر اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کریں جب کہ مسلمانوں کے خون کے ساتھ ہر جگہ ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ آپ نے برما کے مظلوم مسلمانوں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کی مظلومیت پر اقوامِ متحدہ کو ابھی تک ترس نہیں آیا۔ کانفرنس میں ڈائس انچارج کے فرائض مولانا محمد شفیع قریشی صاحب نے انجام دیئے۔

انجمن تبلیغ الاسلام کے مرکزی دفتر پر مجلسِ حسینی رضؓ کا اہتمام

مورخہ ۷/اکتوبر ۲۰۱۷ء انجمن تبلیغ الاسلام جموں وکشمیر کے مرکزی دفتر طرف سے ایک باوقار یک روزہ مجلسِ حسینی علیہ السلام کا انعقاد کیا گیا۔ پہلی نشست میں ختمات المعظمات کی محفل منعقد کی گئی جس کی پیشوائی مولانا مشتاق احمد مسعودی صاحب (سکریٹری نشر و اشاعت) نے فرمائی۔ دوسری نشست کی صدارت جناب مولانا غلام احمد سہروردی صاحب (جنرل سکریٹری) نے فرمائی۔ مجلس میں حنفی عربی کالج کے طلباء، اساتذہ اور اراکینِ انجمن نے شرکت کی۔ حنفی عربی کالج کے طلباء نے عربی، اردو اور انگریزی زبانوں میں تقاریر کیں اور حضرت امام عالی مقام علیہ السلام اور شہداءِ کربلا رضی اللہ عنہم کے تئیں خراجِ عقیدت پیش کیا۔ طلباء کے علاوہ جن دیگر علماء نے اس موقعہ پر خطابات دیئے اُن میں مولانا عطاء اللہ نور آبادی صاحب، مولانا محمد شفیع قریشی صاحب، مولانا جلال الدین نقیب صاحب، مفتی شفیق الرحمٰن صاحب اور سید آصف رضا شامل ہیں۔ اپنے صدارتی خطاب میں جناب مولانا غلام احمد سہروردی صاحب نے شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا اور امت مسلمہ پر زور دیا کہ حسینی مشن اپنا کر ہی سماج میں پھیلی برائیوں کو دور کیا جا سکتا ہے۔ آپ نے کشمیر میں خواتین کی چوٹیاں کاٹنے کی زبردست الفاظ میں مذمت کی۔ جناب مولانا علی اکبر صاحب (پرنسپل حنفی عربی کالج) نے ڈائس انچارج کے فرائض انجام دیئے۔

حنفیہ سکول نور باغ میں مجلسِ حسینیؑ

یوم عاشورہ شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں حنفیہ اسلامیہ ایجوکیشنل انسٹیچوٹ نور باغ سری نگر میں ۹/محرم الحرام ۱۴۳۹ھ سنیچر کو ہیڈ ماسٹر صاحب کی صدارت میں صباحی اسمبلی کے بعد امام عالی مقام علیہ السلام کی یاد میں ایک علمی سیمنار کا انعقاد کیا گیا جس میں تدریسی و غیر تدریسی عملہ کے علاوہ کثیر تعداد میں طلباء و طالبات نے شرکت کی۔ حسبِ معمول تلاوتِ قرآن پاک اور ہدیہ نعت بحضور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مقررین، جن میں مولانا غلام حسن صاحب اور مولانا محمد نصر اللہ صاحب شامل ہیں، نے امام عالی مقام علیہ السلام کی مقدس سیرت طیبہ، محبت اہل بیت رضی اللہ عنہم اور اُن کی عظیم شہادت کے موضوعات پر مفصل و مدلل روشنی ڈالی اور مقالے، مناقب و سلام کا نذرانۂ عقیدت بصد احترام پیش کیا۔ اس سیمنار میں بہترین کارکردگی دکھانے والے طلباء کو حوصلہ افزائی کے طور انعامات سے نوازا گیا۔ بعد ازاں دعایہ کلمات کے ساتھ یہ مقدس محفل اختتام پذیر ہوئی۔

فخر الواعظین جناب پیر غلام نبی شاہ صاحب کا تبلیغ پروگرام

انجمن تبلیغ الاسلام جموں وکشمیر کے شعبہ تبلیغ کے سرکردہ

وفیات

مبلغ فخر الواعظین جناب (بقیہ صفحہ 40 پر)

عبدالرحمان نجار ساکنہ بھان کو صدمہ عظیم

۲۸ راگست ۲۰۱۷ء محترم عبدالرحمان نجار ساکنہ بھان کی اہلیہ محترمہ گلشن بانو طویل علالت کے بعد صورہ ہسپتال سرینگر میں انتقال فرما گئیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔محترمہ مرحومہ نہایت نیک اور صوم صلوۃ کی پابند تھیں۔زرگر صاحب نے انجمن کی طرف سے لواحقین کے گھر جاکر خاص کر غمزدہ مرحومہ کے شوہر محترم عبدالرحمان نجار کے ساتھ اظہار تعزیت کرکے صبر جمیل عطا کرنے اور مرحومہ کے حق میں ایصال ثواب کرکے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ انہیں جنت الفردوس میں داخل کرے۔آمین۔اس کے علاوہ مرحومہ کے اولاد کو صبر جمیل سے نوازے۔

ڈاکٹر مقصود احمد صوفی کی والدہ محترمہ کھنہ بل اسلام آباد کا انتقال

یکم ستمبر بروز جمعہ رات کے ساڑھے نو بجے مختصر علالت کے بعد اس دارفانی سے وفات پا گئی۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔ڈاکٹر ریاض احمد زرگر نے غمزدہ ڈاکٹر مقصود احمد صوفی صاحب کے گھر بابت تعزیت پرسی گئے اور مرحومہ کے حق میں ایصال ثواب کرکے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ انہیں جنت نصیب فرمائے اور لواحقین کس صبر جمیل عطا فرمائے۔نیز ڈاکٹر صاحب کے برادر اکبر مظفر احمد صوفی کو بھی اللہ تعالیٰ صبر کرنے کی ہمت دے اور دونوں کو والدہ راضی رہے۔آمین۔

محترم غلام احمد ڈار صاحب (پٹن) کے والد صاحب کا انتقال

سکریٹری انجمن تبلیغ الاسلام زون پٹن جناب غلام احمد ڈار صاحب ساکن ہامرے پٹن کے والد محترم کے انتقال پر صدر انجمن ضلع بارہمولہ مولانا محمد مظفر قادری صاحب کی قیادت میں ایک وفد نے جناب ڈار صاحب کے گھر کے جاکر لواحقین کے ساتھ تعزیت کا اظہار کیا، مرحوم کے ترقی درجات کے لئے اور پسمندگان کے لئے صبر جمیل کے لئے دعا کی۔وفد میں جناب شیخ مبارک گل صاحب (سکریٹری ضلع بارہمولہ) اور مولانا محمد شفیع قریشی صاحب (صدر زون بارہمولہ) بھی شامل تھے۔☆☆

بقیہ: علم حاصل کرو.........

ہاں، اگر حوالہ جات پر مبنی ہو تو بہتر ہے۔عمدہ لکھنے کے لئے مطالعہ انتہائی ضروری ہے۔الفاظ سیدھے اور آسان استعمال کریں اور حقائق بیان کرنے میں رورعایت نہ کریں۔گول مول بات نہ کریں آپ وارثِ انبیاء (علیہم السلام) ہیں خدارا حق بیانی سے قطعی گریز نہ کریں اور حق بیانی کو اول میں رکھیں ان شاء اللہ کامیابی قدم چومے گی۔اللہ پاک ہم تمام لوگوں کو حق وصداقت پر قائم رکھے۔آمین!

(Mob:09386379632)

بقیہ: تنظیمی کاروئیاں

پیر غلام نبی شاہ صاحب نے ۹رذی الحجہ جمعۃ المبارک کے موقع پر کولگام کی مرکزی جامع مسجد میں ایک بہت بڑے اجتماع میں خطاب فرمایا۔آپ نے عظمت کعبۃ اللہ شریف اور فلسفہ عید قربان پر مفصل و مدلل خطاب فرما کر عامۃ المسلمین کے قلوب کو منور فرمایا۔اس موقعہ پر آپ نے مسلمانوں پر ڈھائے جارہے مظالم کی پُرزور مذمت فرمائی۔